

لبرول کا خون

امجدی احمد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ



محمود، فاروق، فرزانہ اور ایکٹر جمشید
 آفتاب، آصف، فرجت اور ایکٹر کامران مرزا
 اور شوکی برا اور زیبر یز کامنزٹر کا نادل

نادل نمبر 698

s4sheikh@gmail.com

لہروں کا خون

اشتیاق احمد

نیشنل کے لیے

نیشنل پر.....

حیرت۔ تجسس اور سراغر سانی کے انوکھے انگ

جملہ حقوق مخصوص ہیں

اس ناول کے نام، واقعات اور گردوارے فرضی ہیں۔
کسی حرم کی مہانت کے لیے اور اپنا مصطفیٰ آمد و ارجمند کے

نام ناول.....	لہروں کا خون
ناشر.....	اشتیاق احمد
ترجمہ.....	محمد سعید نابدار
سرکاری شرکت.....	محمد یار مسیح
لپوڑ.....	اے۔ آرفارادی

تیجت..... 241 روپے

کنجھکر پرائز سے پچھواں انداز بک ڈپلا ہور سے شائع ہے

9/2 نسیم آباد، ساندھ گلاؤ، لاہور

انداز بک ڈپلے فون 7112969.7246356

ب آفس: بازار باراں۔ جھنگ صدر

فون: 614295-613295

اسٹاکسٹ محبوب بک ڈپلے۔ اردو بازار ادا ہور

حدیث نبوی ﷺ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ «حضرت نبی ﷺ نے فرمایا:

(قیامت کے دن) اب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ مگر رب سے پہلے میں ہوش میں آؤں گا تو کیا دیکھوں تو کہ «حضرت موسیٰ طیب السلام علیہ» مرض کا کنارہ پکڑے ہوئے (کفر سے) یہیں اب میں نہیں جانتا کہ وہ بھی بے ہوش ہوئے والوں میں جتنے بھی سے پہلے ہوش میں آ کر کیا وہ ان میں سے چیز جس کو اللہ نے (بے ہوش ہوئے سے) سمجھی فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری جلد اس ۲۸۲، صحیح مسلم جلد اس ۲۶۷)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔ نصوص حضرت نبی ﷺ نے فرمایا

قیامت کے دن اب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے مگر میں اب سے پہلے ہوش میں آؤں گا تو کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ طیب السلام علیہ کا ایک پاپ پکڑے ہوئے کفر سے ہیں۔ اب میں نہیں جانتا کہ وہ بھی سے پہلے ہوش میں آئے یا انہیں کو وہ طور کی بے ہوشی کی وجہ سے بے ہوش نہیں ہوتے دیا گی (کہ اب وہ بے ہوش ہوئے ہی نہیں)

(صحیح بخاری جلد اس ۲۸۱، صحیح مسلم جلد اس ۲۶۷)

اشتیاق احمد

تصاویر کن کی

روم کا بادشاہ اپنے کرے میں لٹھا ہوا تھا۔ اچانک ایک دربان اندر
والٹ ہوا اور آداب بخالا کر کر بولا:

”جبas پناہ! عرب سے ایک تجارتی قافلہ آیا ہے... آپ کی ہدایت
کے مطابق ہم انہیں پلا کر لے آئے ہیں۔“

”محبک ہے، انہیں دربارِ عام میں پہنچ کیا جائے۔“

دربارِ عام میں عرب کے تجارتی قافلے کو پہنچ کیا گیا۔ بادشاہ نے سب
کے سامنے ان سے پوچھا:

”تم لوگوں کا سردار کون ہے؟“

ایک اوچوان آگے بڑھ کر بولا:

”میں ہوں۔“

”تجارتی کیا ہے۔“

”سیرِ عام حکیم بن حرام ہے۔“

”تم لوگ عرب کے کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو... عرب میں جس شفعت
نے بیوت کا دعویٰ کیا ہے، کیا تمہارا اس سے کوئی رشتہ ہے؟“ بادشاہ نے پوچھا۔

”میں ہاں! بیماران سے دور کا خاندانی رشتہ ہے۔“ حکیم بن حرام نے

جوab دیا۔

”جوہیں پوچھوں، کیا تم اس کا محیک تھیک جواب دے سکے۔“

”میں ہاں! کیوں نہیں۔“ حکیم بن حرام نے جواب دیا۔

”سیرِ تم نے انہیں نبی مان لیا ہے۔“

”میں نہیں... ہم نے ان کی تبوّت کو نہیں مانا، ہم تو ان کے دشمن ہیں۔“

”وہ کیا کہتے ہیں... مجھے یہ تھا۔“

”وہ کہتے ہیں، اللہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں... صرف ایک
اللہ کی عبادت کرو اور یہ کہ وہ اللہ کے رسول ہیں... اللہ تعالیٰ کو ایک ساتھ مانتے
کے ساتھ انہیں اللہ کا رسول اور جی ماں تو، تم لوگوں کی نجات ہو گی... وہ یہ ہاتھ
تاتے ہیں۔“

یہ سن کر بادشاہ انہی کرکٹرا ہو گیا اور ان لوگوں کو اپنے ساتھ لے لے ایک
پڑے کرے میں آیا۔ وہاں ایک فریڈم پر پر وہ لکھا ہوا تھا، اس نے وہ پر وہ اخایا از
پڑے کے بیٹے ہی ایک انسانی تک دکھال دی۔ بادشاہ نے پوچھا:
”کیا تم ہانتے ہو، یہ کس کی تصویر ہے۔“

”میں نہیں اہم نہیں ہانتے۔“

”چھرت آدم علی السلام کی تصویر ہے، رب سے پہلے نبی کی۔“
”وہیں کر بہت جیران ہوئے، پھر اور تصاویر سے پردے اٹھائے گئے،
ہر پردے کے پیچھے ایک نبی کی تصویر نظر آئی، وہ خود بتاتا پھلا کیا کہ یہ فلاں نبی کی
تصویر ہے... آخر میں ایک پر سے پر وہ بنا گیا تو اس نے پوچھا:
”یہ کس کی تصویر ہے۔“
اس تصویر کو دیکھ کر قافلے کے لوگ زور سے چڑھکے... حکیم بن حرام نے

نے فوراً کہا:

” یہ تو محمد اہن عبداللہ کی تصویر ہے... جنہوں نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ ”

اس پر بادشاہ نے کہا:

” جانتے ہو... یہ تصویر کتنا عرص پہلے بنائی گئی تھیں۔ ”

” تی؟ بھلا تم کیسے جان سکتے ہیں۔ ”

” ایک ہزار سال پہلے بلکہ اس سے بھی پہلے۔ ”

” کیا!؟ وہ حیرت زدہ ہو گئے۔ ”

” ہاں بالکل... لہذا یہ شخص یقیناً نبی ہے، خدا کا بھیجا ہوا ہے، تم لوگ اس کی آنکروی کرو... اس کی نبوت پر ایمان لے آؤ اور میری آزادی کے ساتھ بھی ان کا تسلام بن جاؤ اس اور ان کے پیغمبر و مددوں کو بخا کروں... اب آؤ... میں تھیں وہ انسانی اور دلخانہ تھا ہوں۔ ”

یہ کہہ کر بادشاہ آگے بڑھا، اس نے ایک اور تصویر پر پردازہ ہٹایا... وہ لوگ پکارا تھا:

” اسے ایسے تو ابو قحافة کے بیٹے کی تصویر ہے... جنہیں ابو بکرؓ کا جانا ہے۔ ”

اب اسی سے ایک اور تصویر سے پردازہ ہٹایا... وہ تصویر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تھی... ”

اس سفر سے واپسی پر یہ قادر مسلمان ہو گیا اور حضرت علیم بن فرام مشہور صحابی بنے۔ ”

دو باتیں

السلام عليکم!

میں سمجھتا ہوں... اب دو باتیں لکھنے کی چدائی ضرورت نہیں رہ گئی۔

دو باتیں سے پہلے جو تحریر آپ نے پڑھی... اس کے بعد بھلا دو باتیں کی ضرورت بھی کیا ہے۔ وہ دو باتیں تو ہزار ہاتھوں پر بھاری ہیں... یہ اتفاقات پر ڈکر کر کچھ لوگوں کے ذہن میں سوال اپنے لگاتا ہے... یہ واحد کہاں درج ہے... کون ہی کتاب سے لایا کیا ہے... اس سلسلے میں عرض ہے... جن کے ذہنوں میں ایسا کوئی سوال ابھرے... عطا لکھ کر آپ کا نام حوالہ تحریر پر چھ سکتے ہیں... یہ راجح فقط تاد یا جائے گا، اس سلسلے میں کوئی شش کی چاہی ہے کہ مستند کتابوں سے حق و اقتضال کیا جائے۔ اور اب لہروں کی موت کی بات ہو جائے... فورس کی چاہی، مقام کے قیدی اور ایک شاکاوار کے بعد آپ خون کا تازا بڑا بڑا پکے ہیں اور غلافِ قلب مجھ پر لال پلے بھی نہیں ہوئے... ملک بھی لے اس سلسلے کو ہے جد پسند کیا ہے اور لہروں کی موت کا کیا نہیں ہوئے... ملک طوطوں کے طوطوں لکھتے ہیں... یا فون کیے ہیں... معلوم ہوا... یہ فقط وارناول آپ کو اچھا لگا ہے... ملک بہت اچھا... جیسے ٹھکر رہے... میں آپ کی کزوی کسلی ہاتھوں سے یاں یاں پھیل کیا... اندھا کیا جا ہے... وہ آنکھیں... آپ ذرا مہر یا تی فرمائ کر لہروں میں ڈوب جائیے... تیکی درودیں کی صدا ہے... یہ بھی ہیتاں چلوں... ان دونوں اس غریب کی کہانیاں یا فقط وارناول ملک کے صروف رسائلِ تعلیم و تربیت، پھول، آنکھ پھولی اور ہلال میں شائع ہو رہے ہیں

ہیں... اس سلسلے میں بھی قارئین خطوط لکھ رہے ہیں... میں ان کا بھی شکر گزار ہوں...
اب ہاول ہیں بھی ایسے قارئین کے لیے رہائے کی دلچسپیاں شامل کی جانے کی
ہیں... آپ کو یہ دلچسپیاں کیسی لگیں... خرود لاصیں... تاکہ تم ایک قدم اور آگے
بڑھیں۔ مخفایاں، کہاں یاں، خط اور دوسری چیزیں شامل کریں۔

ایک اکٹیف وہ مسئلہ... کراچی کا ایک سکول ہے... جو قادر یادگاروں یعنی
مرزا یادگار کا ہے... یہ سکول مسلمانوں کے لیے بہت پریشانی بیویا کر دیتا ہے،... اس
کے خلاف تحریری تحریکت بھی ہم رسول ہوئی ہے... بھری ایک قاری ہیں... ان کا نام
یہاں لکھے حساب نہیں... کہن یا لوگ اس گمراہ نے کوستا نے پرنہ آں جا نہیں... اس
لیے کوئی کوئی کاٹنے سمجھی ہے... نام آپ لوگوں کو چاہ دیا ہوں... تاکہ اس سکول کے
آس پاس رستے والے لوگ تو اس سکول کے چال میں نہ آئیں... کیونکہ یہ کسی کو
معلوم نہیں کہ وہ قادر یادگاروں کا سکول ہے... قاری یہ صاحبِ کوتہ اتفاق سے معلوم ہو گیا تھا
اور وہ خبر دار ہو گیکیں... خیر دار ہونے پر ان لوگوں نے ان کے گمراہ نے کوئی پریشان کیا...
اور انہوں نے بھی خدا لکھا... بس میں نے سوچا... انہیں تو پریشانی ادا ہے پڑکنی...
دوسرے مسلمان کوئی ان کے ہاتھوں پر پریشانی ادا نہیں، لہذا خبردار کرنے کے لیے
نام لکھ رہا ہوں... نوٹ فرمائیں:

وَكَثُرَ رُوزٌ

پر امری اینڈ سیائلری سکول رجسٹریڈ (انگلش میڈیم)

41711 ہارون بخاری سوسائٹی - حب و بورزوی - کراچی

ایک منٹ ٹھہر یے

اٹاشا کی آواز بند ہو گئی... انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... پھر سب کی نظریں پر، فیسر داؤد پر جم گئیں۔
”آپ کہاں تھے۔“ اسپکٹر کامران مرزا بولے۔
”ارے اسپکٹر جمشید کہاں ہیں۔“ پر فیسر داؤد کی آداز میں خوف تھا۔

”وہ... انہیں پر فیسر عقلان نے بے ہوش کر دیا تھا... اس طرف پڑے ہیں۔“
”نہیں... میں ہوش میں آچکا ہوں... اور آپ لوگوں کی طرف آ رہا ہوں۔“ ان کی آواز ستائی دی... سب نے مرکزان کی طرف دیکھا... ان کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی... پھر وہ بھی دہاں آگئے۔

”آپ نے اٹاشا کی باتیں سن لیں۔“
”ہاں! سن چکا ہوں... ہم کرہ نمبر 19 میں جائیں گے۔“
”لیکن یہ تو اس کے پروگرام میں شامل ہے۔“

"ہم کرہی کیا سکتے ہیں... ابھی تک وہی کچھ ہوا ہے... جو اس نے چاہا۔"

"نہیں... کچھ نہ کچھ اس کے خلاف بھی ہوا ہے... مثلاً پروفیسر عقلان مجھ پر وار کرنا چاہتے تھے... میں نے انہیں وار نہیں کرنے دیا... بلکہ خود ان پر وار کر دیا اور ایپ وہ تمہہ خانے میں بے ہوش پڑے گیں۔"

"اوہ... اوہ سب تو مرا آگیا... ایک دشمن تو... مم... مم... نہیں... وہ تو ہوش میں آتے ہی تجہ خانے سے باہر نکل آئیں گے... لہذا کروہ نمبر 19 میں جانے سے پہلے کیوں نہ ان کا کام تمام کر دیا جائے۔" خان رہمان نے جلدی جلدی کہا۔

"میرے خیال میں ایسا کرتا مناسب نہیں... ہم انہیں گرفتار کر کے اپنے ملک لے جائیں گے۔" شوکی نے جلدی جلدی کہا۔

"خود ہمارا جانا تو محال ہے... پروفیسر عقلان کو کیسے لے جائیں گے۔" آنکھ نے مدد بنایا۔

"ابھی ہم کچھ نہیں کر سکتے... حالات نہ جانے کیا کروٹ بدیں۔" آصف نے فوراً کہا۔

"ہاں واقعی... ان حالات میں بس یہی بات بری ہے... جب دیکھو... کوئی کروٹ بدل لیتے ہیں... ہے کوئی تک۔" فاروق

نے مدد بنایا۔

"تک تو تمہاری بات میں بھی نہیں ہے۔" محمود نے جمل کر کہا۔

" وقت نا زد ہے۔"

"کب... کب سے؟" پروفیسر بے خیالی میں بولے۔

"تجہ خانے۔" اسپنڈر جمیلہ جلا گئے۔

"آؤ پھر۔" پروفیسر داؤد نے کہا اور دوڑا گاہی۔

اب وہ سب سے آگے تھے... لیکن تجہ خانے کے بارے میں صرف وہ جانتے تھے.... کمرے میں داخل ہو کر انہوں نے کہا: "تجہ خانے کا راستا اس جگہ سے کھلتا ہے... کیسے کھلتا ہے..."

یہ معلوم نہیں... دوسری طرف تو ہن لکڑا آگیا تھا۔"

"مگر نہ کریں۔" اسپنڈر کا مردانہ مرزا نے کہا۔

بے نے کمرے کو بغور دیکھنا شروع کیا... فرزانہ کو دیوبار میں ایک جگہ چمکی نظر آئی... اس نے وہاں انگلی جو رکھی تو ایک چمک دار سوچ ابھرایا... اس نے آؤ دیکھاتا تا وہ... بسم اللہ پڑھ کر اس کو دیا دیا... دوڑا زہ کھل گیا... پروفیسر داؤد نے فوراً نیچے کا رخ کیا... بے لوگ تجہ خانے میں آگئے... لیکن وہاں... پروفیسر عقلان نہیں تھے۔

"میں نے کہا نہ... کرو نمبر 19 میں آنا ہو گا۔" انسان کی

آواز تہ خانے میں گونج گئی۔

"آؤ بھی... چلیں... سکرہ نمبر 19 میں۔" پروفیسر داؤد
براسمنٹ چاکر بولے۔

باقی لوگ سکرہ دیے... تہ خانے سے ٹکل کر انہوں نے کرہ
نمبر 19 کی ٹالاں شروع کی... وہ جلد ہی مل گیا... دروازہ بند تھا۔

"ہم آگئے ہیں... دروازہ بھولیں مسٹر اناشنا۔"
ان الفاظ کے ساتھ ہی دروازہ بھل کیا اور اناشنا کی آواز
اُبھری:

"خوش آمدید۔"

وہ اندر داخل ہوتے... انہوں نے دیکھا، کمرے میں صرف
پروفیسر عقلان کھڑے تھے:

"یہ... یہ کیا... یہاں تو صرف آپ ہیں... مسٹر اناشنا
کہاں ہیں۔"

"ان کی آپ لوگ آوازن سکتے ہیں... وہ آپ کی بھائی سے
دور ہیں اور اب تو انہوں نے مجھے بات چیت اور ہر قسم کی کارروائی کا
اختیار دے دیا ہے۔" پروفیسر عقلان سکرائے۔

"اوہ... اوہ... " ان کے متنه سے نکلا۔
"جب پھر آپ کا خاتمہ کرنا ہمارے لیے کیا مشکل ہے۔"
 محمود پر جوش آواز میں بولا۔

"کیا اپنے والد کا انجام بھول گئے... ابھی ابھی تو بے
چارے اٹھ کر آنے کے قابل ہوئے ہیں۔"
"اوہ ہاں ایسے تو میں واقعی بھول گیا تھا... کیا آپ کے جسم
میں کوئی کرہ دوڑ رہا ہے۔"

"تم اس کو کرہ کہہ لو... میرے جسم میں کیا دوڑ رہا ہے با
میرے جسم کے گرد کیا موجود ہے... یہ موضوع اناشنا کا ہے... جب
میں نے پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں کی... تو آپ کیا کریں گے
پوچھ کر۔"

"خوب خوب... گویا اب سب معاملہ آپ ہی ملے کریں
گے۔"

"ہاں اور کیا... آپ لوگ کریں ہوں پر بیٹھ جائیں... ہم
اطمینان سے بات کریں گے۔"
"ضرور... کیوں نہیں۔"

کرے میں بہت سی آرام دہ کریں چھی ٹھیں... ایسی ہی
ایک کری پر اس وقت پروفیسر عقلان بیٹھے تھے... وہ بھی کریں ہوں پر
بیٹھ گئے... لیکن جونہی بیٹھے... ان کے ارو گرد تھے کے کے...
ہاتھوں پر... چیزوں پر... کر کے گرد... مطلب یہ کہ وہ صرف سر
اوہ ادھر تھمانے کے قابل رہ گئے... کریں فرش میں فحش کی گئی
ٹھیں... یعنی ان کو اپنی جگہ سے ہلا یا نہیں جا سکتا تھا۔

”پھنس گئے تا... سب کے سب۔“ پر و فیسر عقلان ہے۔
 ”یہ دھوکا ہے... ہمیں میتھے کی دھوت دی تھی آپ نے...
 ہم تو سمجھے تھے... اناشا دلیری سے وار گرے گا... بہادری سے
 سامنے آئے گا... لیکن ایسا نہیں ہوا۔“
 ”اناشا کو بہادری دلخات کا کوئی شوق نہیں... اس کا تو بس
 ایک ہی اصول ہے۔“ پر و فیسر عقلان نے طغیانہ انداز میں کہا۔
 ”اور وہ کیا؟“ خان رحمان نے جلے کٹ انداز میں کہا۔
 ”اپنا کام کالانا... چاہے جس طرح بھی لٹک۔“
 ”آپ نے اس کے سامنے کب سے کام شروع کیا۔“
 ”جب سے انہیں بوروں کی امتی سونپی گئی... ساتھی ہی
 انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور حق قبیلہ ہے... بوروں کی بھتی میں جو
 نظام بھی نصب تھا... آلات کا... لہروں کے ذریعے ایک انسان کو
 ادھر سے اوھر لانا وغیرہ... یہ سب کام میری تحریک گاہ سے کشید کیا
 جاتا رہا ہے... اصل میں اناشا کام مقامی ہینہ کوارٹر میری تحریک گاہ تھا۔“
 ”عن شہیں... نہیں۔“ وہ مارے خوف کے چلائے...
 کیونکہ یہ انتہائی درجے فوفاک بات تھی... ان پر سکتے کی حالت
 طاری ہو گئی... بہت دیر تک وہ انہیں لکھوڑتے... آخر انسپکٹر کامران
 مرزا نے سربراہی آواز میں کہا:
 ”اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ عمارت ایک چال تھی...“

ان جاہدین کے لیے... جو خاتمن کے باغیوں سے لڑ رہے ہیں...
 جہاد کر رہے ہیں... اپنے علاقے میں وہ اس خوش نما عمارت کو دیکھ کر
 خوش ہوتے رہے ہوں گے اور اس میں داخل ہو جاتے ہوں گے...
 اور پھر اس کرے میں ہیرے کی طرح چکنے والا ٹلن غیر راوی طور پر
 دبادیتے ہوں گے... اور وہاں سے غائب ہو جاتے ہوں گے...
 اور اس کرے کی کھلی کھڑکی آنے والوں کو پھر اندر آنے کی دعوت
 دیتی ہو گی... وہ یہ دیکھنے کے لیے کھڑکی کی طرف آ جاتے ہوں گے کہ
 ان کے ساتھی کہیں کھڑکی سے دوسری طرف تو نہیں گئے... جب کھڑکی
 میں سے دو روزوں تک انہیں ہولناک چناؤں کے سوا کچھ نظر نہ آتا
 ہو گا... تب وہ مایوس ہو کر مرتے ہوں گے... اور ایسے میں انہیں
 ہیرے کا سوچ نظر آتا ہو گا... اور وہ اس میں کو دبادیتے ہی غائب
 ہو جاتے ہوں گے۔“

”ہاں! اناشا کا منسوب آ خرکار بھی تھا... جاہدین اس جگہ
 آ کر غائب ہو جاتے اور ان کا پاک سراغ نہیں ملتا تھا... لیکن عمارت
 میں لوگ آتے پھر بھی رہتے تھے... کیونکہ یہ بتانے والا وہاں کوئی
 بھی نہیں باقی رہ جاتا تھا کہ اس عمارت میں نہ جاؤ... یہ خطرناک
 ہے... بلکہ وہ یہ کہتے تھے کہ کھڑکی سے چھلانگ لکا کر دوسری طرف نہ
 جاتا... ادھر چنانچی اور پھر ایں خطرناک ہیں... ان میں کوڈ نے
 کے بعد ہمارے ساتھی غائب ہو جاتے ہیں... بتانے والے یا کہنے

”جن!“ وہ سوالہ انداز میں بولے۔
نہ۔

”ہاں! جن کی کہانی۔“

”یہ یہاں جن کا ذکر کہاں سے کل آیا۔“

”میں نے جن کی کہانی کہا ہے۔“

”وہی میں کہتا ہوں... جن کی کہانی کا ذکر یہاں کہاں سے
کل آیا۔“

”میری مرشی سے کل آیا... سننا چاہتے ہو یا نہیں۔“

”کہانی تو خود ہم من لیں کے... لیکن... اس کا کیا ہو گا۔“

شوکی نے من بنایا اور ساتھ میں ایک انکی کھڑکی کی... جس کا مطلب

تحا... دہ پیشاب یا یا خانہ کرنا چاہتا ہے۔

”یہ کیا؟“ پروفیسر بولے۔

”کیا آپ اپنا مکول کا زمان بھول گئے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“ پروفیسر عقلان نے تمہارا ہو کر کہا۔

”اوہو... بھی... بھیں میں جب استاد سے پیشاب کی

اجازت لیتا ہوئی تھی... تو حب کیا کرتے تھے... یہ انکی اخدادیتے

تھے... اس اشارے کا مطلب استاد جانتے تھے... وہ سر کے

اشارے سے کہہ دیتے تھے کہ ہاں جاؤ... کر آؤ۔“

”کویا تم پیشاب کے لیے جانا چاہتے ہو۔“

وائے صرف یہ کہتے تھے اور خود بھی اس کرے تک تو چلے ہی جاتے
تھے... اور پھر وہ کمرہ انہیں غائب کرو چکا۔ ”پروفیسر عقلان کہتے
چلے گئے

”ہمیں ان کی گشادگی سے زیادہ آپ پر غصہ آ رہا ہے...
آپ کی نذر اری نے یہ دن دکھایا... افسوس۔“

”لیکن اب تم رنج اور افسوس کر کے بھی کیا کرو گے... اب
تم آخوندی جگ بھی ہار چکے ہو... قاتل کو اٹھا کر ویکھ سکتے ہو... دیاں
بھی لکھا نظر آئے گا... اس وقت اسکے جمشید اور ان کے تمام ساتھی
کریبوں میں جگزے جا چکے ہیں... اور اب وہ کچھ بھی کرنے کے
قابل نہیں رہ گئے... اب تو صرف ان کی موت کا حکم باقی ہے۔“

”لیکن تم مرنے سے پہلے اتنا شا سے چند سوال کرنا چاہے
ہیں۔“ شوکی نے بے مجھن ہو کر کہا۔

”وہ تم لوگ بھی سے کرو... تمہارے لیے میں ہی اتنا شا
ہوں۔“

”وہ مجاہدین کہاں ہیں... جو اوہر لائے گئے ہیں۔“

”ان میں سے زیادہ تو قیدیں ہیں... اور کچھ کا خون تم
لوگ تالاب میں دیکھ چکے ہو۔“

”نہ نہیں... نہیں۔“ وہ چلائے۔

”تم لوگوں کو ایک جن کی کہانی سناؤں۔“ پروفیسر عقلان

”تم بہانا بنار ہے ہو... کوئی چال چلتے کے لیے... نہیں
بہاں چال چلتے کا کوئی امکان نہیں ہے... اس لیے ضرورت نہیں
ہے۔“
”اور میں بہانا نہیں بنار ہا... وہ دیکھیں فرش پر۔“
”فرش پر... کیا مطلب؟“
”میرے بیرون کے پاس دیکھیں۔“ شوکی بوا۔
پر، فیسر عطا ان نے چونکہ کرفش پر دیکھا... دہاں پانی اندر
آیا... کویا شوکی کا پیشتاب کلکل آیا تھا۔
”اور اب باری ہے پاخانے کی... اگر ضرورت نہیں ہے تو
میں وہ بھی سمجھیں کریں پر کرو جائیں۔“
”عن نہیں... نہیں... ایک مشت بھجو۔“
پر، فیسر عطا ان نے تیخ کر کہا۔

۷۷

”جی ہاں! نیکی بات ہے... میں پیشتاب کا مریض ہوں۔“
”اور تم ان سے میں کمزور ترین اور بزدل ترین ساخت
ہو۔“ پروفیسر عطا ان نے منہ بنایا۔
”آپ مجھے کمزور ترین کہہ سکتے ہیں... بزدل ترین نہیں۔
اس لیے کہ مجھ سے زیادہ بزدل بہاں نہیں ہے۔“
”میں احتجاج کرتا ہوں۔“ نہیں نے جمل کر کہا۔
”اور نہیں سے زیادہ بزدل اخلاق ہے... اخلاق ہے...
یاں میں رفتگت کے بارے میں نہیں کہتا... یہ واقعی بہت دلیر ہے اور
بھی بھی تو میں فہرے جاتی ہے۔“
”تم لوگ اب شاید مجھے چکڑ دینے کے چکڑ میں ہو... لیکن
بہاں تمہارا کوئی چکڑ نہیں چلتے گا... اسکریں جمیشید میرا گلا کہ ۱۰ چاہتے
تھے... پھر ان کے ساتھ کیا ہوا... تم سب دیکھے پہچھے ہو... لہذا یہ شوکی
بے چارا کیا کر لے گا... میں ابھی اسے کری سے آزاد کر دیتا ہوں...
لیکن اس کی ضرورت نہیں ہے۔“
”کک... کیا کہا... ضرورت نہیں ہے۔“ شوکی چلا اٹھا۔
”ہاں! نیکی کہا ہے... پھر کہتا ہوں... اجازت دینے کی
ضرورت نہیں ہے... درست یہ بات نہیں کہ تمہیں کری سے آزاد کرنے
ہوئے میں ڈرتا ہوں۔“
”سوال یہ ہے... ضرورت کیوں نہیں ہے...“

”یہ... یہ کیا ہوا۔“ فاروق کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔
”میں نے پہلے ہی کہا تھا، یہ چکر چلانے کے چکر میں ہے۔“
”نہیں... کیا آپ یہ پیشاب نہیں دیکھ رہے۔“ آفتاب
نے منہ بنایا۔

”پیشاب کر دینا کی مشکل ہے۔“

”وہ... وہ بکھریں... اس کی شلوار۔“
”اس کی شلوار۔“ پروفیسر عقلان نے بوكھلا کر کہا اور شوکی کی
طرف دیکھا۔

وہاں اسے نلا غلط محسوس ہوئی... ساتھ ہی بوجھی...
”اُرے بآپ رے۔“ وہ گھبرا گئے۔

”آپ مجھے اجازت دیں... میں اسے اٹھا کر بیت الھا
میں ڈال آتا ہوں... جب ہوش میں آتے گا... نہاد ہو کر واپس آ کر
کری پر بیٹھ جائے گا۔“ فاروق نے پیش کش کی... ساتھ میں اس نے
دل میں دعا بھی کی... کہ وہ اس کی بات مان لے...“

اس نے سنا... پروفیسر کہ رہے تھے:

”لیک ہے... جاؤ... لیکن یاد رکھو... مجھ سے گرانے کا
انجام اس سے مختلف نہیں ہو گا۔“
وہ مسکرا یا... غلکسن انداز میں۔
”میں اتنا پا گلی نہیں۔“

لیکن

وہ دل ہی دل میں مسکرا دیے... کم از کم شوکی نے اتنی
سبیلت حاصل کر لی تھی... دوسرے ہی لمحے پر فیسر نے جیب سے
ریبوٹ کنٹرول آئندھکا اور اس کا ایک ٹھنڈا دبادیا... صرف شوکی کی
کری سے تھے بٹھے طے گئے...“

”لک... لک طرف جانا ہے۔“

”وہ میں طرف برآمدے کے آخر میں بیت الھا ہے۔“

”مشش ہکر یا... کم از کم آپ اس لحاظ سے بہت اچھے
ہیں۔“

”تم جانتے ہو... گندے انسان... تم نے کمرے کا فرش
برباور کر دیا۔“ پروفیسر نے غرما کہا۔

”م... میں وجود چاہوں... واپس آ کر۔“

یہ کہ کروہ بیٹھا شدہ دوز پڑا... اور اس بے ہنجام انداز میں
دوزا... کہ پروفیسر عقلان سے گمرا گیا... اس کے منہ سے ایک
بھی اسکی بیج نہیں... وہ ساکت ہو گیا۔

اتا پاگل جیس بتنا شوکی... گویا میں خود بھی کسی قدر پاگل ہوں...
جہاں میں نے شوکی کو پاگل کہا ہے... ہاں خود کو بھی تو کہا ہے۔
”ہاں واقعی... محسن... اب تم کیا کہتے ہو۔“
”تو یہ اس حد تک اپنے الفاظ واپس لے۔“ محسن نے من

”اچھا چھالیے، اس سدھک الفاظ و اہل“ فاروق کر کہا بھنا
”میرے... میرے...“

”ہاں تو چنکل... مم... میرا مطلب ہے... اکل عقلاں
صاحب... اب آپ میر بانی فرم اکر مجھے کھول دیں... تاکہ میں اسے
اٹھا کر بیت الگا میں ڈال آؤں۔“

”ہاں نمیک ہے۔“
یہ کہہ کر اس نے جیب میں ہاتھ دالا... تاکہ ریبوت کشہول
آلہ کاں کے... پھر اسے ایک زبردست جھنکا لگا...
”اے... دیجھوت کہاں کیا۔“

”جی... گک... کیا کہا... ریبوت لہاں گیا، اے
باپ رے... اگر ریبوت کم ول آلت طا... تو ہمارا کیا ہو گا... یہم تو
اس طرح بندھے رہ جائیں گے۔“

پروفیسر عقلاں کے پھرے پر ایک رنگ آ رہا تھا... دوسرا
جارہا تھا... پھر وہ شوکی کی طرف مڑا:

”میک... کتنا...“ پروفیسر عقلاں نے حیران ہو کر کہا۔
”بھتا شوکی۔“ اس نے غورا کہا۔
”کی مطلب... تم ہمارے بھائی کو پاگل کہہ رہے ہو۔“
”محسن چلا اٹھا۔“

”ہاں! کہہ رہا ہوں... کلوکیا کر سکتے ہو... کری پر
بندھے بھر بٹو۔“
”جی... بھر بٹو کیا ہوتا ہے۔“ پروفیسر وادد نے حیران ہو کر
پوچھا۔

”یہ تو مجھے بھی نہیں معلوم... بس کا درہ بھل دیا ہے... آپ
کوئی خیال نہ کریں۔“ فاروق بھنا۔
”آپ ہن رہے ہیں انکل... پسلے اس نے شوکی بھائی کو
پاگل کہا... پھر مجھے بھر بٹو... آپ اس سے لےئیں... یہ اپنے الفاظ
واپس لے۔“

”لے لو بھی... ان حالات میں اپنے بھاتیوں کا کیا دل
و کھانا۔“

”آپ نے غور نہیں کیا۔“ فاروق نے منہ بنایا۔
”کس بات پر...“
”اس بات پر کہ میں نے کیا کہا تھا... میں نے کہا تھا، میں
اتھے پاگل نہیں ہوں... یہ جلد مکمل اُر کہنا ہو تو یوں کہا جائے گا... میں

"بیتِ انخلاء... آخوندے چارے کو پہنچے تو پاک کرنا ہی
پڑیں گے۔" فرحت نے سکرا کر کہا۔

"اس کا مطلب ہے... جب وہ مجھ سے گلرا یا... اس وقت
اس نے ریہوتِ کنٹرول آئی میری جیب سے نکال لیا... لیکن یہ کیسے
ممکن ہے... مجھ سے گلرانے کے بعد تو وہ فوری طور پر بے ہوش ہو گیا
تھا... آکر کیسے نکال سلتا تھا۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔
"میرا خیال ہے... آپ اندازے کی غلطی کر رہے ہیں۔"

انپکنڈ جیشید نے نہ کہا۔

"اندازے کی غلطی... کیا مطلب؟" پروفیسر عقلاں نے
چوک کر کہا۔

"اوہ شوکی! اس اندازے کی غلطی سے بال بال بچا... لہذا وہ
کامیاب رہا۔"

"میں اب بھی نہیں سمجھتا۔"

"شوکی جب کری سے اتنا... فوری طور پر اس نے سوچا...
وہ اپنا ما تھج سیدھا آپ کی جب کی طرف لے جائے گا... ادھر ہاتھ
جب میں جائے گا اور کرنٹ لگے گا... اب دو باتوں میں سے ایک کا
امکان تھا... اس کے جسم کو جھکایا لگے گا اور وہ بے ہوش ہو جائے
گا... اچھل کر دور جا گرے گا... اب اگر اس کا با تمہری یہوت کنٹرول
آئے پر پڑ پڑ کا ہو گا تو ہاتھ آئے سمیت باہر آئے گا... کیونکہ بے ہوش

"کیا آئے تمہارے پاس ہے۔"

"نہیں... ایک بالکل بے ہوش آدمی سے پوچھو رہے ہے جس
آپ... پسلے بے چارے کو ہوش میں لا دیں... پھر پوچھیں۔"

"اوہ ہاں..." یہ کہاں نے دوسرا جیب سے ایک اور آل
نکال کر اس کا رخ شوکی کی طرف کیا اور بہن دبادیا... فوراً ہی شوکی
کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی... پھر اس نے آنکھیں کھل دیں...
"کیا ریہوت کنٹرول آئے تمہارے پاس ہے۔" پروفیسر
جس کر کہا۔

شوکی نے کوئی جواب نہ دیا... بس آنکھیں سکھاتا رہا...
جیسے پوری طرح ہوش میں آنے کی کوشش کر رہا ہو۔

"بولاو... جواب دو۔"

بھو سے پوچھو... مسٹر عقلاں۔" ایسے میں انپکنڈ کا مران
مرزا کی آواز سنائی وی... ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

"یہ... یہ... یہ کیا۔" پروفیسر عقلاں بری طرح اچھے۔
ان کی آنکھوں میں سارے زمانے کا خوف سا گیا... ساتھ
ہی انپکنڈ جیشید کری سے اٹھتے نظر آئے... پھر تو سمجھی کر سیوں -
اٹھتے نظر آئے... پروفیسر عقلاں کی حیرت کا کیا پوچھنا... اب یہ کھل
کر شوکی کی طرف مڑا توہ وغایب تھا۔
"یہ... یہ کہاں چلا گیا۔"

"وہت تیرے کی۔" محمود نے جھلا کر کہا۔

"وضاحت کرو محمود... اس لیکن کیوضاحت کرو۔" اپکلہ

کامران مرزا نے شدید بے چینی محسوس کی۔

"میں بھی آپ والی بے چینی محسوس تر رہا ہوں۔" اپکلہ

جھشید نے کہا۔

"میں وضاحت کیے دیتا ہوں... اس میں لٹک نہیں..."

شوکی کی ترکیب زبردست ترین تھی... لیکن سوال یہ ہے کہ اس پار ایسا

کیوں نہیں ہوا۔"

"لک... کیا مطلب... کیسا کیوں نہیں ہوا؟" پروفیسر

داود نے کھونے کھوئے انداز میں کہا۔

"شوکی جو کرنے والا تھا... اس کا پتا پروفسر عقلان کو کیوں

نہیں چلا... یا اتنا شاکو کیوں نہیں چلا... اس وقت اتنا شاپناہر کام

پروفیسر عقلان سے لے رہا ہے... تو پروفیسر کو پہلے سے معلوم ہو جانا

چاہیے تھا... اس صورت میں پروفیسر عقلان ریبوت کو ہاتھ میں پکڑا

لیتے... پھر شوکی ان سے نکراتا تو ریبوت کسی صورت اس کے ہاتھ

نہیں لگ سکتا تھا..."

"اس سوال کا جواب تو پروفیسر عقلان ہی دے سکتے ہیں۔"

اپکلہ جھشید نے مسکرا کر کہا۔

ان کی نظر پروفیسر عقلان پر جم گئیں... اوہ پروفیسر کا

ہونے والے کی بھیاں بھیجی جاتی ہیں... بس یہ خیال آیا تھا شوکی کے
دماغ میں بکھلی کی طرح... اور میرے خیال میں اس پوری مہم کا ہمہر
شوکی ہے..."

"اُر سے بآپ رہے... یہ کیا کہ گئے آپ۔" قاروق نے
بکھلا کر کہا۔

"بھی اس موقع پر اس کی تعریف نہ کرنا اس کے صالح
زیادتی ہوگی۔" اپکلہ جھشید مسکرائے۔

"میرا بھی یہی خیال ہے۔" اپکلہ کامران مرزا نے کہا۔

"تب پھر ہم اس کی تعریف کے دیتے ہیں... حق بھی ہے...
شوکی کا یہ کارنامہ بہت بڑا کارنامہ ہے... لیکن۔" محمود نے ارہامی
انداز میں کہا۔

"لیکن کیا... یہ تم اس موقع پر اتنا بڑا لیکن کہاں سے اٹھا
لائے؟"

"لک... کتنا بڑا لیکن۔" پروفیسر داؤد نے بکھلا کر کہا۔

"اس وقت ہم اس کی پیاری نہیں کر سکتے۔ آصف نے من
ہٹایا۔

"لک... کس کی...، خان رحمان بے خیالی کے عالم
میں بولے۔

"اوہو... لیکن کی۔"

جان نہیں گے... ویسے تو ہم ضرور معلوم کر لیں گے... اور بہت جلد..
آپ فخر نہ کریں۔ آصف نے چوک کر کہا۔

”اور تم چوک کے کس بات پر۔“

”شوکی آپ تک واپس نہیں آیا۔“

”آصف... آپ ذرا تم ہی دیکھ آؤ جا کر۔“

”بازار ہے پر ویسٹر صاحب۔“

”نہیں... آپ میں اور کوئی چکر نہیں چلانے دون گا تم
لوگوں کو... اس بہت ہو چکی۔“ وہ غرایا۔

”آپ کی مرضی۔“

”میں وار کر رہا ہوں... خبردار... کوئی سیراوار روک کر
دکھائے۔“

”اللہ مالک ہے... آپ آئیں تو سکی... لیکن... ہم
سوچ رہے ہیں... مسٹر اناشَا آخر کیوں نہیں آرہے ہمارے مقابلے
پر۔“

”جب ان کے مجھے جیسے خادم موجود ہیں... تو انہیں کیا
ضرورت ہے... تم جیسوں کے مقابلے پر آنے کی... ہاں اگر تم نے
مجھے کرالیا تو وہ ضرور آئیں گے میدان میں۔“

”جب تو پھر آپ کو گرانا ہمارے لئے ضروری ہو گیا۔“
فاروق مسکرا یا۔

ریگ اڑچکا تھا... وو سنتے کی حالت میں تھے... اپاٹک بوس محسوس
ہوا جیسے پر فیضان پر جمل کرنے کے لیے پر قول ہے ہیں۔
”محسوس کرتے ہی وہ چلا گئے۔“

”دیوار کے ساتھ... سب لوگ۔“

سب آن کی آن میں کمرے کی دیواروں کے ساتھ لگ کر
کھڑے ہو گئے... گویا اس طرح وہ کمرے میں چاروں طرف
موجوں تھے اور درمیان تک پر وہ فیض عقلان کھڑے تھے...
”کوئی پر واقعیں... میں تم لوگوں کے لیے اکیلا کافی ہوں۔“
”ایسی بھی کیا مجبوری ہے... اتنا شاکو بلائیں... اپنی فون کو
بلائیں۔“ ننان رحمن نے۔

”میں اکیلا کافی ہوں۔“ انہوں نے منہ بنا یا۔

”جب پھر حقوق پورا فرمائیں... لیکن اس سے پہلے صرف
اتخاذ تاویں... اس پار آپ کو چاہی کیوں نہ چلا کہ شوکی کیا کرنے والا
ہے۔“

”اس پر آپ تک مجھے بھی حرمت ہے...“ اس نے کہا۔

”اگر آپ کو بھی حرمت ہے تو پھر ہمارا کیا بنتے گا۔“ فاروق

لے بے چارگی کے عالم میں کہا۔

”کیا مطلب؟“ انہوں نے چوک کر کہا۔

”مطلوب یہ کہ جب آپ نہیں جانتے تو ہم یہ بات کس طرح

کنوال

چند لمحے بعد وہ باغ میں کہیں بھی نظر نہیں آ رہے تھے۔
”کیا پر وکرام ہے بھی۔“ پروفیسر عقلان ہے۔
”آپ کو تنقی کا ہجھ چھانے کا۔“ فاروق کی آواز ایک درخت کے پیچے سے اپنہ رہی۔
”امتحن کہیں کا۔“ آتاب پکارا تھا۔
”تم نے احق کے کہا۔“ محمود کی آواز سنائی دی۔
”فاروق کو... اس نے بول کر اپنی پوری شش تادی... اب پروفیسر عقلان کے لیے اس درخت کے پیچے پہنچا کیا مشکل رہ گیا بھلا؟“ آصف بولا۔
”اور باقی تم سب تو خاموش رہے ہوئے۔“ نکسن پہنچا۔
”بس چپ... تم جیتی اس وقت عقل مند ثابت ہو رہے ہو، ترکیب نمبر 13 کا سنتی ہاس مار کر کر کو دیا۔“ اسپکٹر جمشید تملکا کر جوئے۔
”ہاہاہا...“ پروفیسر عقلان ہنسنے۔
”آپ کس بات پر ہے۔“

”کیا مطلب... یعنی اگر میرے بعد اتنا شاکے میدان میں آنے کا پر وکرام نہ ہو تو تم مجھے دُکرا جے۔“ پروفیسر عقلان کے سامنے میں حیرت تھی۔

”میں بخیر... گرتے تو ہم آپ کو اس صورت میں بھی۔“ آتاب سکرا ایسا۔

”کوئی تکمیل نہیں تم لوگوں کی باتوں میں۔“ پروفیسر عقلان نے بھنا کر کھا۔

”یہ خبر ہمارے لیے بخیر نہیں۔“ آصف نے منہ بنایا۔

”میں دارکر رہوں۔“
”لیکن اس تک بُجہ میں کیا ناک مڑا آتے گا۔“ ایسے میں اسپکٹر جمشید بول اٹھے۔

”تب پھر... کیا آپ پا جئے ہیں... یہ مقابلہ کھلے میدان میں ہوں۔“

”ہاں... میری خواہش یہی ہے۔“

”کوئی حریج نہیں... باغ میں پلٹے ہیں۔“
اب سب نے باغ کا رخ کیا۔ ایسے میں اسپکٹر جمشید پیچے ترکیب نمبر 13۔“

اور ان سب نے یک بارگی دوز لگادی۔ پروفیسر عقلان کے منہ سے مارے حیرت کے لکھا۔

رفعت کا اپ کر رہ گئی... وہ سمجھ گئی... اس وقت وہ شوکی کے
بارے میں بات کرنے لگی تھی... لیکن انہوں نے اشارے میں اسے
منع کر دیا تھا۔

”اب بھی خوب کوئی مانو گی یا نہیں۔“

”ہاں! اب تو مانای پڑے گا۔“

”تم سب ایک ساتھ مرنا پسند کر دے گے یا اسکے لیے اسکے
جلدی بتاؤ۔“ پر، فیر عقلان یوں لے۔

”کیا یہ ضروری ہے۔“ آفتاب نے پا پھا۔

”کیا چیز۔“

”مارا جانا۔“

”ہاں! اب تم لوگوں کو زندہ نہیں چھوڑا جا سکتا... تم اس
بمارست کا راز جان پکے ہو... اب مزید مجاهدین کو ادھر نہیں آنے
دو گے... اور ہمارا خون کا ٹالاپ اداں ہو جائے گا... جب کہ تم
چاہتے ہیں... مجاهدین کا خون اس میں آتا رہے... جاتا رہے...“

”مطلوب یہ کہ یہ سارا مخصوصہ دراصل مجاهدین کو ہروں میں
تبدیل کر کے ادھر سے ادھر لانے کا تھا... تاکہ آہستہ آہستہ ان کی
تعادوں کم ہوتی یا ملی جائے اور وہ یہ نہ جان سکیں کہ ان کے ساتھی کہاں
غائب ہو رہے ہیں... پھر خوف ان کے دلوں میں اس قدر بڑھ
جائے... اس قدر بڑھ جائے کہ وہ سینتے چلے جائیں اور نہدار آگے

”اس باغ میں درختوں کے بیچے چھپ کر بھی تم یہری
نظر وہ سچے نہیں رہے ہے... یہ نہ ہو لے... جب بھی میں انہیں
دیکھ رہا تھا... یہاں وڈیوں کیسرے نصب ہیں اور سری کلائی کی گھری پر
لی وی سکرین موجود ہے... فلرت کرو۔“

”آپ تو ہمارے پچھے چڑائے دے رہے ہیں جناب! ایسا
خلم تو نہ کریں۔“

”آج کے بعد تم پر کوئی خلم نہیں کر سکے گا...“ پر، فیر نے
ہس کر کہا۔

”کیا مطلب... کیا آج کے بعد پوری کی پوری دنیا کے
جراحت پیش لوگ نہیں ہو جائیں گے۔“ فاروق کے لئے میں جھٹ تھی۔
”ارے... وو... شش... شش...“ رفت کہتے کہتے رک
گئی۔

”بس بس... رہنے والا پیش شش شش... ہکل کہیں کی۔“
مکحسن نے جھلا کر کہا۔

”کیا کہا... ہکلی... اور میں... وہاں تو نہیں چل گیا...
میں تو یہ کھد رہی تھی شش... شش...“ اس نے پھر کہنے چاہا۔

”ہکلی تو تم واقعی ہو... لہذا اپنی شش شش کو اپنے پاس رکھو
اور ہوتوں کو مضبوطی سی بند رکھو رفت۔“ اپنے جمیلہ سرد آواز میں
بولے۔

بڑھتے چلے جائیں۔

"ہاں! خانستان پر ہم قبضہ کرنا چاہتے ہیں... ورنہ یہ لوگ پوری طرح دنیا میں اسلام پھیلای کر رکھ دیں گے... یو ڈی سال سے جو کوشش ہم کر رہے ہیں... ان سب پر یہ پانی پھیل کر رکھ دیں گے... لہذا ان سب کا خاتر ضروری ہے... اور اس راستے ان گنت جاہدین کا صفائیا ہو چکا ہے... ان گنت موت کے انتظار میں سوکھ رہے ہیں... ذبح ہونے کا انتظار کر رہے ہیں... مجھے پرانے زمانے میں جن لوگوں کو کسی کنوئیں میں بند کر دیا کرتے تھے اور باری باری یاری کا حکم تھے اور اپنی باری کے انتظار میں وہ سوکھتے سوکھتے کنانہ ہو جاتے تھے... سبی حال ان جاہدین کا ہے... لیکن۔" وہ کہتے کہتے رُک گئے۔
"لیکن کیا؟"

"لیکن.. یہ لوگ سوکھیں رہے، ہیں اسی طرح تردد تازہ۔"
"اس کے لیے شہادت تو ان کی میں آرزو ہے... یہ کوئی مام انسان نہیں ہیں... یہ تو شہادت کے متواطے ہیں... تم لوگ انہیں نکلتے نہیں دے سکتے... اب اس حرم کے اوچھے ہر یوں پر اتر آئے ہو... لیکن اللہ تعالیٰ کی مہربانی کہ اس نے ہمیں بوروں کی بستی کی طرف متوجہ کر دیا... اور تمہارا یہ جال بھی تار تار ہو گیا۔" انپر کامران مرزا جلدی جلدی بو لے۔

"یہ کس نے کہہ دیا آپ سے... ہمارا پروگرام اسی طرح

چاری ہے... جب تک تم والیں جا کر یہ ساری کجھی نہیں بنادیتے... اس وقت تک اس پروگرام میں کوئی رکاوٹ نہیں پڑے گی اور والیں ہم تمہیں جانے نہیں، ہیں گے۔"

"لیکن وہ لوگ یہاں ہیں کہاں۔"

"ٹالاپ کے دوسری طرف ایک گھر انہاں تیار کرایا گیا ہے... اس کنوئیں کے چلے ہے میں چاروں طرف کمرے ہائے گئے ہیں... یہ لوگ براہ در است اس باغ میں آتے ہیں اور پھر انہیں کنوئیں ہیں کی طرف چکل دیا جاتا ہے... کنوئیں میں گز کر یہ لوگ ان کروں میں چلے جاتے ہیں... اور وہاں سے ہم ایک راستے سے انہیں ہاری ہاری باہر آلنے دیتے ہیں... وہ راستا اس اتنا ہی ہے... کہ ایک وقت میں ایک آدمی نکل سکتا ہے... یوں بھی چاروں طرف لہروں کا جال بپھا ہے.. ان لہروں کی وجہ سے وہ کنوئیں سے باہر نہیں آ سکتے۔"

"ہم... ہم انہیں دیکھنا چاہتے ہیں۔" اسکلہ جمیل نے ان

کے لیے اپنائی دکھلوں کرتے ہوئے کہا۔
"ضرور... کیوں نہیں.. تم چاہو تو ہمیں کنوئیں میں پھیل دیتے ہیں... لیکن اس طرح وقت شائع ہو گا... تم اور ہم سے ہی ان کی ایک جھلک دیکھو... چلوٹا ٹالاپ کی طرف۔" وہ یہند آواز میں بو لے۔
وہ سب درختوں کے چھپے سے نکل آئے... ترکیب نمبر 13
پہلے ہی ناکام ہو چکی تھی... اور مدد پر و فیر عقلان پر بھی حملہ نہیں

کر سکتے تھے... وہ لمبیوں کے لگھیرے میں تھے... اتنا شاکا جیور وورنک
چاندیوں تھا... ان حالت میں وہ کیا کرتے...

سب لوگ تالاب بحکم پہنچے... تالاب میں حرکت کرتے
خون کو دیکھ کر ان کی سمات عجیب ہوئی... ان کے آنسو نکل آئے...
ان کا جی چاہا... وہ اپنے بال نوچ میں... کپڑے چالاڑا میں...
اور دھاڑیں مار مار کر روکیں... لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے...
اسلام ایسی باتوں کی اجازت نہیں دیتا...

"اس طرف آؤ... کنوں اس طرف ہے۔" پروفیسر عقلان
نے کہا۔

پھر کاش کرو وہ تالاب کی دوسری طرف آگئے... وہاں واقعی
ایک بہت بڑا کنوں تھا... انہوں نے کنوں میں بھانک کر دیکھا...
وہاں انسان ہی انسان بھرے ہوئے تھے... اجیں دیکھ کر وہ پھر
روئے لگے... ساتھ میں ان کے مدد سے نکلا:

"السلام علیکم۔"

"وعلیکم السلام... آپ... آپ لوگ کون ہیں..."
"بس یوں سمجھ لیں... آپ لوگوں کی خلاش میں بھاں تک
آئے ہیں اور ان شاہزادے آپ لوگوں کو ساتھ لے کر بیجاں سے جائیں
گے۔"

"ہاہاہا... ہاہاہا۔" پروفیسر عقلان نے قہقہہ لگایا۔

"کیا ہوا... آپ پاگل تو نہیں ہو گئے۔" آفتاب نے
چیراں ہو کر یوچھا۔

"نہیں... میں تو کروں گا تم لوگوں کو پاگل۔"

"خیر خیر... دیکھتے ہیں۔"

"آؤ وہ ستو... آؤ... آپ لوگ ذرا اوہر اور ہر ہو جائیں۔"
اچانک اسکلر جمیل نے کہا اور کنوں میں کی منڈا ہیر پر چڑھ گئے۔

"لگ... کیا مطلب۔"

"مطلب یہ۔"

انہوں نے کہا اور کنوں میں پھٹا گئے کاہدی... بس پھر کیا
تھا، سب کو دتے چلے گئے... پروفیسر راؤ دکو دکوتے ہوئے خوف گھسوس
ہوا، لیکن یہی سے اسکلر جمیل بول اگئے۔

"ز میں بہت زرم ہے... آپ کو چوتھیں لگ دیں۔"

"اوہ! یوچھا۔"

اور پھر وہ بھی کو دیکھے... یہ سب اچانک ہو گیا... کنوں میں
میں موجود بجادہ ہیں پہلے ہی اوہر اور ہو گئے تھے... غالباً وہ ان کے
اراؤے کو بھانپ چکے تھے۔

"یہ تم نے کیا کیا۔" پروفیسر عقلان فس کر بولے۔

"جہاں یہ لوگ وہاں ہم لوگ۔"

"مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" وہ بول اٹھے۔

"ہی مطلب؟"

"اگر تم ایک کر کے ہی موت کے من میں جانا چاہتے ہو... تو مجھے کوئی اعتراض نہیں... اب اس تک راستے سے نہیں آگے آتا پڑے گا... اس راستے سے صرف گروہن بارہ لفڑی ہے... اس پر تکواں چلا دی جاتی ہے... اس طرح اس کا خون بھی ہالاب میں گزئے لگتا ہے... اب تم لوگوں نے خود ہی اس موت کو پسند کیا ہے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں..."

"ہاں ہاں... جاؤ... کر لیا ہے پسند۔"

"میں جارہا ہوں... محنت سے بیٹھا گیا... تم سب کو ہاتھوں اور پیوں سے مارنا پڑتا... اب باتحہ ہجھپلانے کی بھی ضرورت نہیں رہی... تمہارا ایک ساتھی جو قمارت میں لگریں مار رہا ہے... وہ بھی تم میں شامل ہو جائے گا۔"

"ارے باپ، اے... آپ کو معلوم ہے اس کے بارے میں۔"

"میں... صرف ایک اس لمحے وہ کام ہو گی تھا... میں اب تک نہیں چانس کا... کہ کیسے ہو گیا... میں کیوں نہ جان سکا کہ اب وہ رہیوں میری جیب سے بکال لے گا... لیکن اس سے فرق کیا پڑے گیا... سوال تو یہ ہے... کیا تم لوگ رہا ہو گے... تم نے مجھ پر قاتبو پالیا۔"

"نہیں... ہمیں افسوس ہے... ایسا کچھ نہیں ہو سکا۔"

"اور نہ ہو سکے گا... تم لوگ کچھ بھی کرلو... اس باغ سے باہر نہیں باسکو گے... یہاں ہر طرف لمبیں کاجال بچا ہے۔"

ایسے میں شوکی بھی کنوئیں میں آگرا۔

"ارے باپ، اے... یہ... یہ کیا... موت کا کنوں۔"

اس کے من سے انکا۔

"مم... موت کا کنوں... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔" قاروچ نے لکھا اور کہا۔

"حد ہو گئی... انہیں یہاں بھی ناولوں کے نام سو بھر رہے ہیں۔"

اب جوانہوں نے اوپر دیکھا... پروفیسر عقلان غائب تھے۔

"یہ تو کے... تم ناؤ شوکی... کیا کر آئے... دیے تمہاری ترکیب بہت شائد ارجمندی... پروفیسر عقلان تو اب تک اس چال کو سمجھ نہیں پائے۔"

شوکی نے جواب میں کچھ نہ کہا تو ان سب نے تھر ان ہو کر اس کی طرف دیکھا۔

"کیا بات ہے شوکی... بہت چپ چپ ہو... گھبرا نے کی کوئی بات نہیں... ہم لوگ ان شاء اللہ کنوئیں سے انکل جائیں گے۔"

"اس سے بھی کچھ نہیں ہو گا۔" شوکی سے ہوئے انداز میں بولا۔

”شوکی نے ریوٹ حاصل کر لیا تھا... آخر کیوں۔“

ایسے میں اچانک جاہدین اور ادھر پہنچنے لگے... وہ چونکہ
انھیں۔

بُشْرَى

”کیا مطلب... کس سے کیا نہیں ہو گا۔“

”اگر آپ کتوں میں سے نکل کر بانش میں چلے جائیں... تو
بھی سچھنہیں ہو گا۔“

”ویکھو بھائی... مالی کی باتیں نہ کرو... اچھا ہاں... ذرا
خبر و... پہلے تو ہم اپنے ان بھائیوں سے مل لیں... جواب تک
حیرت زدہ ہیں۔“

”اس میں تک نہیں... ہم حیران ہیں... آپ کون لوگ
ہیں۔“

اب انہوں نے انہیں اپنے بارے میں بتایا... ساری تفصیل
تائی... وہ حیرت زدہ انداز میں کہانی سنتے رہے... آخر ان کے
خاموش ہونے پر بولے:

”لیکن فائدہ کیا ہوا... ان کا کام تو اپنے تک چاری ہے...
اگر آپ اس عمارت کو تباہ کر دیتے... جب بھی ان کا کام چاری رہے
گا۔“

”اس لیے تو کتوں میں چھلانگیں لگائی ہیں ہم نے۔“
”آخر کیوں۔“

”اس طرح کچھ وقت حاصل کر لیا ہے۔“

”لیکن ابا جان... جب پر وغیر عقلان کو وقت سے پہلے ہی
ہر بات کا یہ چل جاتا ہے... تو ہم کیا کر لیں گے بھلا۔“

سائب

”کیا ہوا بھی... کیا بات ہے...“ اپنے کامران مرزا پلانے۔
 ”وووووو... سیاہ رنگ کا ایک بڑا سائب ایک دعاوار کے سوراخ سے لکل رہا ہے۔“
 ”اوہ... اوہ...“ وہ سب پلانے۔
 پھر وہ اس طرف دوڑ پڑے... اس جگہ سے سب مجاهدین دور بہت پچے تھے... ان کے خوف زدہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس اسلخ تو تھا نہیں... نہ کوئی ڈنڈا تو غیرہ تھا... سائب کو مارتے کس چیز سے اور سبیمے سے وہ تھے نہیں...
 انہوں نے دیکھا... سائب واقعی بہت خطرناک تھا... اور خوفناک بھی۔

”سب لوگ ایک طرف ہٹ جائیں... میں اسے ماروں گا۔“ اپنے کامران مرزا بولے۔
 ”میکن کس چیز سے ماریں گے۔“

”ہاتھوں سے۔“

”کیا کہا... ہاتھوں سے... نہیں نہیں...“ بہت خطرناک ہے۔
 ”تو کیا ہوا... یوں بھی تو ہم موت کے منہ میں ہیں... کیا ہم لوگ باری باری ذبح نہیں کیے جا رہے ہیں۔“
 ”ہاں اودہ تو ہے۔“
 ”بس تو پھر... کیا ذرتا...“

یہ کہہ کر اپنے کامران مرزا آگے چڑھے گئے... باقی لوگوں کی آنکھوں میں خوف ہی خوف تھا... اور اس وقت تک سائب دفعہ اور سے مکمل طور پر اکل آیا تھا... اور اب پہنچا یہ لہذا تھا... شوں کی آواز اس کے منہ سے اکل رہی تھی اور زبان تیزی سے حرکت کر رہی تھی... اپنے کامران مرزا نے یک دم ایک ہاتھ اس کے آگے کرو رہیا... اس نے بھل کی سرعت کے ساتھ وہ سک مارا... وہ پہنچے ہی تیار تھے... اس کے ذکر مارنے سے پہنچے ہی ہاتھوں پہنچے تھے... سائب کا سرز میں پر لگا... انہوں نے فوراً سائب کو منہ سے ڈرای بیٹھے سے پکڑ لیا... اور وہیں زمین پر اس کے سر کو گز نے لگے... اس سے پہنچے کہ اس کی دم اپنے کامران مرزا کے گرد پہنچی... اپنے جسہ نے پکڑ لی... اب سائب کا جسم درمیان میں سے مل کھا رہا تھا... باقی لوگ سکتے کے عالم میں یہ مظہر دیکھ رہے تھے۔ اپنے کامران مرزا بدستور اس

”او پر جا کر جائزہ لیں گے... غفران کرو... لیکن پہلے ہم وہ

مقام تو دیکھ لیں... جہاں وہ انسانوں کو ذبح کرتے ہیں۔“

”وہ مقام یہاں سے نظر نہیں آتا... صرف ایک آدمی کے
نکلنے کی وجہ ہے... وہاں سے جب ایک آدمی نکل جاتا ہے... تو تبا
دوسرا آگے جاتا ہے۔“

”اور اس راستے میں جانے کی کیا پوچش ہے... آپ
لوگ کیا کرتے ہیں۔“

”ہم سب ایک دوسرے سے پہلے جانے کی کوشش میں
مر جئے ہیں... یہ نہیں کہ موت کے خوف سے آگے جانے سے کھراتے
ہوں۔“

”بہت خوب! جب آپ واقعی مجاہد ہیں... اللہ تعالیٰ آپ کو
جزائے خیر دے۔“

اب انہوں نے انسانی سیرتی بنائی... مجاہد بھی حیران رہ
گئے۔

”وہ دراصل ہم نے اس کوئی سے نکلنے کے بارے میں
سوچا ہی نہیں... ہم تو ہب اللہ کی رضا سمجھ کر اس راستے پر جانے کے
لیے تیار رہے ہیں۔“

”لیکن دشمن کے مقابلے کی کوشش تو کرنا چاہیے... اس
طرح اور کچھ نہیں تو ہم کچھ اسلام و شہنوں کو ختم ہی کریں گے... یوں

کا سر کو رُگڑ رہے تھے... یہاں تک کہ اس کے منہ سے خون جاری
ہو گیا... گویا اس کا منہ پاک کر رہ گیا تھا... اس پر بھی انہوں نے اس کا
منہ نہ چھوڑا... رُگڑتے ہی رہے... یہاں تک انہوں نے محسوس کر لیا
کہ وہ مر چکا ہے... تب کہیں جا کر انہوں نے اس کا سر چھوڑا... اس
کی دم بھی چھوڑ دی... دم اب تک حرکت کر رہی تھی۔

”بس اب یہ کسی کوئی میں دس سکے گا۔“

”خدا کا شکر ہے۔“

”اور اب ہم انسانی سیرتی بنا کر کتوں میں سے انہیں کے۔“

”ان... انسانی سیرتی۔“

”کیوں... کیا آپ کو فوجی تربیت کے دوران انسانی
سیرتی بنانا نہیں سکایا گیا۔“

”ہم بالکل نئے فوجی ہیں... اپنے گھروں سے جہاد کے
شوچ میں نکل آئے... تربیت بھی بس دو ماہ کے قریب لی تھی... اس
میں صرف اتحادیاروں کے استعمال کی تربیت تھی... اس وقت سرحد پر
بہت ضرورت تھی لہذا ہمیں بھیج دیا گیا...“

”ہوں خیر... آئیے انسانی سیرتی بنائیں... پھر ہم سب
اس کوئی سے نکل جائیں گے۔“

”لیکن سب سے پہچھے والے کس طرح نکلیں گے اکل۔“

رفعت یولی۔

بھوکا رگا۔ تالاب کی طرف سے ایک عجیب و غریب آواز سنائی دی تھی۔
جو حدد در بجے ہولناک بھی تھی... وہ بوکھلا کر تالاب کی طرف مڑے...
انہوں نے دیکھا... خون میں پر و فیسر عقلان تیر رہا تھا... اور اس کے
حلق سے آواز نکل رہی تھی... غریب کی آواز... پانچیں اس کے حلق
سے وہ آواز کیوں نکل رہی تھی... آواز ایسی تھی جیسے کسی مرنے والے
کے حلق سے بالکل آخري وقت میں نکلتی ہے...
”کیا تم مر رہے ہو پروفیسر۔“ شوکی نے نظرت زدہ انداز
میں کہا۔

پروفیسر عقان نے چونک کران کی طرف دیکھا... پھر اس کی آنکھوں میں زمانے بھر کی جنت دہڑی...
” یہ... یہ کیا... تم باہر نکل آئے اور مجھے پتا نہیں چلا... یہ کمے ہو سکتا ہے... مجھے تو سلے ہی چل جانا چاہیے تھا۔“

”شوکی کے ریبوت اکال لینے کا بھی تو پتا نہیں چلا تھا
جتنے۔“ آفتاب نے طور پر انداز میں کہا۔

"وہ بھی میں اب تک نہیں سمجھ سکا... اور یہ بات بھی میرے لے تو کچھی سے۔"

”جب پھر آواز دیں اناشا کو... ورنہ آپ کا کھیل اب خراب ہے کوئے۔“

"نہیں... نہیں۔" وہ جلانے... آواز میں خوف تھا۔

بھی تو انسکی رضا حاصل ہوتی ہے۔
”ہاں بالکل۔“

انسانی سیر ہی کے ذریعے وہ باہر نکلتے پڑتے گئے... جو لوگ راستے میں جانتے کے لیے لاکن میں لگتے ہوئے تھے... انہیں بھی دہاک سے بہنا لیا گیا... سب سے پچھے جو لوگ رہے گئے... اب ان کا مسئلہ تھا... لیکن وہ بھی آسانی سے سکل ہو گیا۔ تمام چاہیدین کے سروں پر پُل یاں تو تھیں ہی... ان کو آپس میں باندھ کر لٹکایا گیا... اور اس طرح یہی رہ جانے والوں کو اور پرکھنے لیا گیا... کنوں خالی ہو گیا... اب تمام چاہیدین انہیں سے باہر نکالب کے کنارے کھڑے تھے... لیکن اب... سوال یہ ہے... ہم اس بااغ سے باہر کیے جائیں گے... یہ باٹ کہاں ہے... کس ملک میں ہے... آصف نے پریشانی کے عالم میں کہا۔

۱۰۷
مگر نہ کرو.. اللہ نے چاہا تو سب ہو جائے گا... ہمیں پہلے
تو پر و فیر عقاں اور انداشہ سے بچتا ہے... آدھا... وہ تمارت میں اسی
کہیں ہوں گے اور ہمیں کتو ہمیں میں پھیک کر خود گھری یمند سوار ہے
ہوں گے... جب سے ہم یہاں آئے ہیں... ہم نے یہاں صرف
پر و فیر عقاں کو دیکھا ہے... اور ہم... انداشہ تواب بحکم نظر بھی نہیں
آیا... ۱۰۸

وہ نمارت کی طرف ہے... اچانک انہیں ایک زبردست

"آخہ ہوا کیا ہے؟"

"پھر مجھ میں نہیں آ رہا..."

"جب پھر... یہ کیا دھرا شوکی کا ہے... شوکی... کیا تم نے
عمارت کے اندر کوئی کام دکھایا ہے؟"

"مم... میں نے کوئی کام نہیں دکھایا... کام مجھے خود کچھ
دکھائیا ہوتا میں کہہ سکتا۔" شوکی نے بولکر کہا۔

"ہے کوئی تھک اس بات کی۔" محمود بھنا اٹھا۔

"نہیں... ہے تو نہیں... لیکن پہلے اس سے اس بات کی
وضاحت پوچھو۔" انسپکٹر کارمان مرزا مسکرائے۔

"تی ماں انکل... میں سیدھا ہیت الخلا میں گیا تھا... اس
میں بلب بلب رہا تھا... اس کی روشنی مجھے بہت زیادہ جیب لگی... میں
میں نے وہ بلب اتنا روایا..."

"کیا مطلب... تم اندر ہیرے میں رہے۔" انسپکٹر جمشید
نے پوچھ کر کہا۔

"وہاں اتنا اندر ہیرا نہیں تھا... برآمدے میں جلنے والے
بلب کی روشنی کسی حد تک اندر آ رہی تھی۔"

"اور نہیں... تم نے صرف بلب اتنا را..."

"ہاں! پھر بلب ہیرے ہاتھ سے گزیا تھا... اسی وقت
وہاں پر وفیر عقلان کے ماتحت آ گئے... انہوں نے مجھے اٹھایا اور

"کتوئیں میں بچھیک گئے..."

"دن... نہیں۔" پر وفیر داؤڈ چلا اٹھے۔

"آپ کو کیا ہوا؟"

"اگر... اگر یہ بات درست ہے... تب اس بلب سے
خارج ہونے والی بوروں نے یہاں کے نظام میں کوئی گزینہ کی ہے...
اور اس کا مطلب ہے... اناشا اب یہاں سے بھی غائب ہو گیا ہے...
یہی وہ اس وقت غائب ہوا تھا... جب رفتہ کی وجہ سے اس کے
پروگرام میں خلل پڑا تھا۔"

"اور پر وفیر عقلان، آپ؟"

"میں بھی جا رہا ہوں۔" یہ کہہ کر اس نے خون میں خود لگایا

اور پھر تھا بھرا..."

"گویا یہاں اب کوئی نہیں ہے... اور ہمارے لیے راستا

صاف ہے۔" انسپکٹر جمشید جلدی بولے۔

"آئیے... پہلے ہم عمارت کا جائزہ لیں... پر وفیر داؤڈ

صاحب اس وقت اپنا کام دکھائیں گے... اور شاید ہم بہت جلد

بوروں کی بستی والی عمارت میں خود کو پا گیں گے۔"

"کک... کیا واقعی۔"

"ہاں! ہم جو اس آسانی سے کتوئیں سے انکل آئے ہیں تو
اس کی وجہ بھی ہے... جو نیک اناشا کے پروگرام میں وراسا خلل پڑا..."

”ہے بھاں سے بھاگ گیا... یعنی اس کی خاص عادت ہے... اسے نہیں چلا۔“
پروگرام میں بال بر اور فرق بھی اس سے رواشت نہیں ہوتا۔“
”کیا مطلب... تم نے کچھ نہیں کیا تھا۔“ آصف نے اسے
”پہنچنے تو میں عمارت کا جائزہ لے لوں... پھر بتاؤں گا۔“ گھورا۔
پروفیسر بولے۔
”بھاں! یعنی بات ہے... میں نے کچھ نہیں کیا تھا۔“ شوکی
نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔
”کیوں مذاق کرتے ہو شوکی۔“ انسپکٹر کامران مرزا نے۔
”میں اور آپ سے مذاق کروں گا انکل۔“ شوکی کے لئے
میں حیرت تھی۔
”لیکن باقی لوگوں سے تو رکھتے ہو۔“ انسپکٹر جعید سکرا۔
”تھی نہیں... بات چیز آپ سے ہی ہو رہی ہے۔“
”آختم کیا کہتا چاہتے ہو۔“
”یہ کہ...“ شوکی کہتے کہتے رک گیا۔
ایسے میں پروفیسر داؤ و دوزتے ہوئے واپس آتے... ان
کے پڑھے پر جوش ہی جوش تھا۔
”خیر تو ہے پروفیسر صاحب۔“
”ہاں... بلکہ بہت بڑی خوش خبری۔“
”اگر... کیا مطلب؟“
”جس قسم کا کرہ ہوروں کی بستی والی عمارت میں تھا... اسی
تم کا کمرہ بھاں ہے۔“

”بھاں! الحکیم ہے...“
پروفیسر داؤ داکی وقت اندر کی طرف بڑا ہے گے...
”ایسے شوکی... اس بارہ سیوں تھم رہے... اصل کارنامہ تم
انجام دیا ہے... یعنی ریموٹ داک... ورنہ ہم سب تو کر سیوں
جنزے ہوئے تھے۔“
”لیکن... سوال یہ ہے کہ اناشنا کو کیوں پہنچیں چاکر شوکی
کیا کرنے چاہتا ہے۔“
”اس پر حیرت ہم سب کو ہے... اس کی وضاحت تو شایع
اناشنا کر سکے... لیکن پھر بھی یہ کارنامہ شوکی کا ہی گناہ ہائے گا۔“
”تن... نہیں... نہیں نہیں۔“ شوکی چینا۔
اس نے اپنا سرد و نوں ہاتھوں میں پکڑا یا... پھر بالوں کو بھلی
میں بھیج لیا۔
”کیا ہوا بھی... خیر تو ہے... ہم نے تو تمہاری تعریف کی
ہے۔“
”لیکن... میں نے کچھ نہیں کیا تھا... اسی لیے اناشنا کو پا

"مطاب یہ کہ تم اس کمرے سے واپس ادھر جا سکتے ہیں۔"

"ہاں ابا نکل... لیکن پہلے ہم جو ہر دین کو بچائیں گے۔"

"اوہ ہاں... لیکن ہم میں سے ایک تو پہلے سے وہاں موجود ہو... تاکہ یہ وہاں پر بیٹھا نہ ہوں اور کوئی نبی پات نہ ہیش آجائے۔"

"لیکن... فرزانہ بول انھی۔"

"صرف لیکن سے تو ہم کچھ بچائیں سمجھ سکتے۔" فاروق نے

اسے گھوڑا۔

"لیکن... فرزانہ بھر لیکن کہہ کر رک گئی۔"

"اچھا۔ آفتاب بولا۔"

"یہ کیا بات ہوئی... لیکن... اچھا۔" آصف نے ہمراہ

منہ بنا لیا۔

"جس انداز میں فرزانہ بات کر رہی ہے... اسی انداز میں

نے جواب دے دیا۔" آفتاب مسکرایا۔

"صد ہو گئی... یہ وقت ان باتوں کا ہے۔" پروفیسر داؤڈ نے

آنکھیں کاٹ لیں۔

"بے تو نہیں انکل... پھر بھی یہ منہ سے نکل جاتی ہیں... اور

ان میں بس یہی بات بری ہے۔"

"اچھا فرزانہ... تم لیکن سے آگے کچھ کہہ رہی ہو یا ہم

چلیں۔" انسپکٹر چمیش نے منہ بنا لیا۔

"بوروں کی بستی جیسا کرہ یہاں موجود ہے... لیکن وہاں

بھی تو ایسے اور کمرے موجود ہیں... کی پروفسر عثمان کی تحریر پر گاہ

میں ایسا کرہ نہیں تھا اور اتنا شانے تو ہمیں کوارٹر ہی ان کی تحریر پر گاہ کو بنایا

تھا۔"

"یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ ہم اب تک پروفیسر عثمان کے

ایقظیم کا لہجہ کیوں استعمال کر رہے ہیں۔"

"ان سے ایک حدت ساتھ درہا ہے تا... عادت ہی ہو گئی

ہے... ویسے وہ اس قابل نہیں کہ اس کے لئے تفہیم کا لہجہ اختیار کیا

جائے گا۔"

"پا نکل... یہی تو میں کہہ رہا ہوں۔"

"یہ باتیں بھی ہم بعد میں کر لیں گے... ہاں فرزانہ کہو۔"

"اس بات کا امکان ہے کہ ہم تین وہاں جائیں اور پہنچ

جاں پروفسر عثمان کی تحریر پر گاہ میں۔" اس نے کھوئے کھوئے انداز

میں کہا۔

"تو پھر... اس سے کیا ہوتا ہے... اس کی تحریر پر گاہ بھی تو

آخر ہمارے ٹکر میں ہے۔"

"دنیں... جب میں فاروق اور آفتاب ادھر سے اوھر آئے

تھے... تو اس وقت ہمارے پاس وہ آلات تھے جو ہمیں شوکی کے

دوست احسان میاں کے گھر سے ملے تھے... یہاں وہ آلات نہیں

”اب چنان شروع کریں... سب مجاہدین تو ایک بار کمرے میں آئیں گے نہیں۔“
”کوئی بات نہیں... یہاں بہن دبانے میں کون سا وقت لگتا ہے۔“

اب وہ اس کمرے میں داخل ہوئے۔

”سی خیال ہے... اسپکٹر کامران مرزا... پہلی کھپ کے ساتھ آپ جائیں گے۔“

”لمحک ہے...“

”جب پھر آپ اندر بند ہو کر اس بہن کو دباویں کے۔“
پروفیسر داؤڈ نے انہیں بتایا۔

”لمحک ہے۔“

”یہ... یہ آپ لوگ کیا کرو رہے ہیں۔“ ایک مجاہد نے حیران ہو کر پوچھا۔

”بس راستے سے آپ لوگ یہاں آئے تھے... میرا منظہب ہے... آپ لوگوں کو یہاں لا بایا تھا... اسی راستے سے آپ کو وہ اپس لے جا رہے ہیں۔“

”اوہ... اچھا۔“ وہ خوش ہو گئے۔

پھر جتنے مجاہدین کمرے میں سماسکتے تھے... اسپکٹر کامران مرزا نے انہیں اندر داخل کر کے دروازہ بند کر لیا... ساححو ہی انہوں

ہیں... ہم اس کمرے کے ذریعے جائیں گے... اور وہاں بننے صرف ایک ہے... اگر اس کمرے سے لئے جگد جانا ہا ممکن ہوتا تو پھر کمی ہوتے... میں اس وقت یہ نہیں جان سکتا کہ ہم بہن دبانے پر کہاں پہنچیں گے۔“

”لیکن یہ بات کیا ہوئی... یہ لوگ گھر ہے کے سرے سینکلوں کی طرح فاصلہ کیوں ہو گئے۔“

”یہ بات ہماری بھی بھجے میں نہیں آئی... لیکن ہلاہر سکنی ہاتھوں ہوتی ہے کہ لھاٹام میں ذرا سی بھی گز بڑا ہو جائے تو اناشادا منصوبہ دیں پھر دک فرار ہو جاتا ہے... یہ تک اس کی فائل درست چلتی ہے... وہ کام چاری رکھتا ہے۔“

”نف... فائل... فائل اب کیاں ہے۔“

”اس کے پاس اب بھی فائل موجود ہے اور وہ اسی کے مطابق قتل کر رہا ہے... اس وقت کا فرار یا تو نظام میں خرابی کی وجہ سے ہے... یا پھر فائل کے منصوبے کے مطابق ہے اور اگر فائل کے منصوبے کے مطابق ہے تو سمجھو او... ہم اب تک اس کے چال میں ہیں... ظاہر میں یہ نظر آ رہا ہے کہ ہم اب آزاد ہونے والے ہیں... اپنے ملک پہنچنے والے ہیں...“ اسپکٹر جمیشہ کہتے چلے گئے۔

”ولیکن ہم کریں بھی تو کیا...“ شوکی بولا۔

”وہ تو خیر ظاہر ہے۔“

نے کہا:

”السلام علیکم۔“

”وعلیکم السلام۔“ وہ ایک سماجھو بولے۔

تین منٹ بعد پر فیسر داؤ نے کمرے کا دروازہ کھولا تو اندر کوئی نہیں تھا۔

”مبارک ہو... وہ لوگ پہنچ گئے... اب باقی مجاہدین اندر چلیں... دروازہ بند کر کے آپ اس میں کوڈ بائیں کے۔“

”تھی اچھا۔“ وہ پر بتوش انداز میں بولے۔

مجاہدین اندر داخل ہو گئے... دروازہ بند کر لیا گیا... تین منٹ بعد دروازہ کھوا گیا... وہ مجاہدین بھی اندر نہیں تھے۔

اس طرح کافی بار کیا گیا... آخر میں صرف وہ رہ گئے... ”اب ہماری باری ہے۔“

”وہ لیکن یہ بات کیا ہوتی۔“ شوکی بڑی بڑی۔

”یہ ہاں چل کر سوچیں گے شوگی۔“ انکل جمیلہ مکرائے۔ باقی لوگ بھی مکرا دیئے... پھر وہ اندر داخل ہو گئے اور انہوں نے دروازہ بند کر لیا اور بُلٹن دیا دیا۔

☆...☆...☆

نہیں

انپکٹر کا مرانہ مرزانے باقی مجاہدین کے ساتھ خود کو بورڈس کی بھتی والی عمارت کے کمرے میں پایا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکلے، ساتھ ہی دروازہ بند کر دیا گیا... تین منٹ بعد دروازہ کھلا... اس طرح سب لوگ ادھر پہنچ گئے۔

”خدا کا ٹکرے... ہم لوگ واپس اپنے ہمن علیقی کے۔“

”اگرچہ اس بار ہم باکل ناکام رہی... ہم کا اصل جہد اباشا تمام وقت سامنے نہیں آیا... نہ اس سے لڑائی ہو گئی... شہم اسے فتح کر سکتے... لہذا خاک بھی مزانہ نہیں آیا۔“ فاروق نے برا سماں بننا کر کہا۔

”اس میں شک نہیں... یہ ہم ناکمل ہے، لیکن...“ محمود بول اخفا۔

”لیکن کیا... جب دیکھو کوئی نہ کوئی لیکن اخلاق اتے ہیں حضرت۔“ آسف بل گیا۔

”لیکن ہم ان مجاہدین کو تو واپس لے آئے ہیں۔“

"ہم آپ کی طرف سے پیغام کا انتقال کریں گے۔"

"ہوں اچھا... جو نبی ان سے بات ہوتی ہے... میں فون

کرتا ہوں۔"

پھر ایک سختے بعد صدر صاحب کا فون انہیں ملا... وہ حیرت

زدہ اندراز میں کھڑا ہے تھے:

"انجمنی خوفناک اور سختی خیز خبر ہے جمیش... جن لوگوں کو تم

ساتھ لاؤ ہو... ان کو نظر میں رکھو... یہ اور ادھرن نکل جائیں..."

کمانڈر خالد ضرار صاحب کو ساتھ لے کر میں خود ادھر آ رہا ہوں۔"

"جج... کیا مطلب... خبر کیا ہے۔"

"خبر وہیں آ کر رہا ہوں گا... سیار رہو۔" انہوں نے کہا اور

فون بند کر دیا۔

انسپکٹر جمیش پر بیشان ہو گئے... باقی لوگ پہلے ہی ان کی

طرف دیکھ رہے تھے... ان کے چہرے کی بدی کیفیت سے سمجھ گئے کہ

کوئی خاص بات ہے اور ہے بھی پر بیشان کن... اب وہیں تمام مجاہدین

موجود تھے... لہذا انہوں نے فوراً انگلیوں سے اشارہ کیا کہ پچھت

پوچھا جائے..."

"وہ لوگ آ رہے ہیں... پھر آپ کو آپ کے گھروں کی

طرف روادہ کیا جائے گا۔"

"بہت بہت شکر یہ۔" وہ خوش ہو گئے۔

"کتنے مجاہدین کو... ان میں سے نہ جانے کتنے وہاں ذرع کرو یے گے۔"

"ہاں! اس کا ر斧 بیٹھ رہے گا... اور ہم اماشا سے ان کا انتقام لیں گے۔" انسپکٹر کامران حمزہ نے سرد لپجھ میں کہا۔

"آپ کی یہ بات سن کر خوشی ہوئی... لیکن اب کیا ہو گا۔" آفیاپ پر جوش اندراز میں بولا۔

"پہلے تو ان مجاہدین کے پارے میں کام مکمل کر لیا جائے۔"

"ہوں نمیک ہے... آپ لوگ میں سے مجاز پر جانا پسند کریں گے... یا پہلے اپنے گھروں کو جائیں گے۔"

"کچھ دلوں کے لیے اپنے گھروں کو جانا چاہیں گے... کیونکہ اس قید نے ہمارے ذہنوں گوم تاثر کیا ہے۔"

"بالکل نمیک... لیکن اس غرض کے لیے ہمیں خاتمان کے کمانڈر کو بیساں جانا ہو گا... یہ کام ان کے پرہ کرتا ہو گا۔"

"نمیک رہے گا۔" انسپکٹر کامران حمزہ اسے فوراً کہا۔

اب انہوں نے پہلے اپنی حکومت سے رابط کیا... صدر صاحب کو مختصر ملتو پر حالات مناتے... پھر خاتمان کے کمانڈر سے رابط کرنے کے لیے کہا اور یہ کہ انہیں اس طرف بھیج دیا جائے... صدر صاحب نے ساری بات سن کر کہا:

"اچھی بات ہے... میں ان سے بات کرتا ہوں۔"

”آپ لوگ اندر آ رام کریں ... کروں میں سما جائیں ...
یہاں کروں کی کمی نہیں ہے۔“

”جی اچھا۔“ وہ بولے اور انہوں کر جانے لگے۔

”پروفیسر صاحب... آپ اس کرے کو بیل کر پکے ہیں
۔“ اسکن جشید نے ان سب کے جانے کے بعد پوچھا۔

”باں! یہ کام تو میں نے سب سے پہلے کیا تھا۔“ وہ بولے۔

”لیکن بات کیا ہے۔“

”کوئی گزیب ہے... کماں در خالد ضرار آ کروضاحت کریں
۔“

”الله اپنارحم فرمائے... میں تو پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ یہ بات
کیا ہوئی۔“ فاروق نے منہ بنایا۔

”اس... اس کا مطلب ہے... ہم بدستور اناشا کے جال
میں ہیں۔“

”بھی ہم یہیں کہہ سکتے... ہر حال جلد بات واضح ہوگی۔“
پھر وہاں کئی بڑی گاڑیاں آ کر رکیں... عمارت کے ہال
میں پہلے سب آ کر جمع ہو گئے... کماں در خالد ضرار ناستان کی فوجوں
کے کماں رتے اور بوروں کی بستی کی مرحد پر جواہری ہو رہی تھی... اس
کے سلسلے میں وہ ان دلوں وہیں تھے... اس لیے جلد ہی ان سے رابطہ
ہو گیا تھا اور وہ فوری طور پر وہاں آگئے تھے... پہلے انہیں ساری کہانی

تناہی گئی... پھر اسکن جشید نے کہا:

”آپ خالد صاحب آپ نے یہ جھٹ اگلیز خبر سنائی ہے کہ
اس محاڑ پر آپ کے مجاہدین قلعہ نا سب نہیں ہوئے... کچھ شہید ضرور
ہوئے ہیں... ان کی بھی لاشیں انہیں مل گئی تھیں... ابھا یہ بات غلط
ہے... کہ آپ کے فوجی نا سب ہیں۔“

”ہاں! لیکن بات ہے... میرا ایک فوجی اس محاڑ پر آج تک
نا سب نہیں ہوا... یعنی دشمن کے ہاتھ نہیں لگا... جب کہ دوسرے
عیاذوں پر ایسا ہوتا رہتا ہے... ہمارے پچھے مجاہدین دشمن کے ہاتھ لگ
جاتے ہیں... وہ انہیں قیدی ہاتھیتے ہیں اور کچھ ان کے ہمارے بات
آجاتے ہیں... لیکن اس طرف ایسا با اکل نہیں ہوا۔“

”اور آپ کی یہ بات ہمارے لیے انوکھی ترین... بھیج
ترین اور سختی خیز ترین ہے۔“ اسکن کا مران مرزا بولے۔

”ہاں! میں سن چکا ہوں... آپ اور ہر سے قریباً تمن سو
مجاہدین کو لے کر آئے ہیں... لیکن یہ ضرور دشمن کی کوئی چال ہے...
انہوں نے مجاہدین کے روپ میں اپنے آدمی بھیجے ہیں جو ہماری فوج
میں شامل ہو کر خوفناک حتم کی خرابیاں پھیلا کر سکتے ہیں... خدا کا شکر
ہے کہ ہم نے ان کی سازش پہلے ہی بھاٹپلی۔“

”آپ اس کا مطلب ہے... ہم اپنے ساتھ اپنے مجاہدین کو
نہیں، اناشا کے کارکنوں کو لے کر آئے ہیں۔“ اسکن جشید بڑا اے۔

"اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔"

"وہ سب اس وقت نہتے ہیں... پہلے تو چاروں طرف سے
خونجی کھڑے کرادیں... تاکہ ان میں سے کوئی فرار نہ ہو سکے... پھر
ہم ان سے بات کرتے ہیں... اب ظاہر ہے انہیں قیدی نہ نہ ہو گا...
جب انسان سے رابطہ ہو گا تو ہم یہ خوش خبری اسے سائیں گے... اس
وقت آئے گا ہزا۔"

"لمحک ہے... پہلے میں انتظامات کروں... پھر آپ ان
سے بات کہنے کا۔" خالد ضرار صاحب نے کہا۔

انہوں نے سر ہلا دیے... وہ والریس پر اپنے مجاہدین کو
ہدایات دینے لگے... ایک گھنٹہ بعد تمام انتظامات مکمل کر لیے گئے...
جب ان لوگوں کو ہاں میں لایا گیا... انہیں کرسیوں پر بیٹھنے کی ہدایت
کی گئی... وہ فوراً نیچے فرش پر بیٹھ گئے۔

"یہ... یہ کیا ہمی... آپ لوگ کریں گے نہیں۔"

"نہیں... ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ بھی کریں گے نہیں
بیٹھے۔" ان میں سے ایک نے کہا۔

ان کے سر گھوم گئے... خالد ضرار بری طرح اچھے...
آنکھوں میں حیرت اور خوف سام گیا۔

"چلے کوئی بات نہیں... آج بیٹھ جائیں..."

"جی نہیں... نہ آج نہ پھر بھی۔" وہ سب بولے۔

اب انہوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا... پھر اسپکز
جمشید نے دلی آواز میں کہا:
"یہ بھی اہٹا کی چال ہے... ان لوگوں کو خوب پڑھا
سکتا کر بھیجا گیا ہے۔"
"اوہ ماں بالکل۔" اسپکز کا مردانہ حیران ہو کر کہا۔
"خبر... فی الحال یونہی سکی۔" اسپکز جمشید بولے... پھر وہ
ان کی طرف مڑے:

"ایک بھی بات سامنے آئی... بہت بھیب۔"
اب انہوں نے اپنے خاص انداز میں کہنا شروع کیا:
"اور... وہ کیا۔"
"کیا آپ لوگ انہیں پہچانتے ہیں۔" انہوں نے خالد ضرار
کی طرف اشارہ کیا۔

"کیوں نہیں... یہ ہمارے کماٹھر ہیں۔"
"خیر... اب شیل... بیجان کوئی مجاہد کم نہیں ہے۔"
"بیجان کوئی مجاہد کم نہیں ہے... ہم سمجھنے نہیں جاتا۔ آپ
کیا کہنا چاہئے ہیں۔"

"آپ تین سو... بلکہ نہیں... تین سو سے نہ جاتے کہتے
ذائد مجاہدین کو لہروں میں تبدیل کر کے اس طرف لے جائیا گیا تھا یا
نہیں... وہاں اس کتوئیں میں..."

"باں! بالکل لے جایا گیا تھا... لیکن یہ میں معلوم نہیں کہ کیسے لے جایا گیا تھا... ہم نہیں جانتے... بہرولی میں تبدیل ہوئے انسان کس طرح دوسری جگہ جا سکتا ہے۔" ان میں سے ایک نے پر سکون آواز میں کہا۔

"اس لیے یہاں اتنے جاہد کم ہوئے چاہیں تھے۔"

"جی ہاں! ایسا تو نحیک ہے۔"

"لیکن یہاں ایک بھی کم نہیں ہے۔"

"یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" "ایک ساتھ چلائے... ان کے چہروں پر بلا کی حرمت نظر آنے لگی۔

"یہی تو ہم جاننا چاہتے ہیں... کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"کیا مطلب... آپ ہم سے یہ بات جاننا چاہتے ہیں۔"

ان میں سے ایک نے یوکھلا کر کہا۔

"جب پھر یہ بات نہیں کون تائے گا۔"

"لیکن ہم کیا بتاتے ہیں... ہمیں تو بس اتنا معلوم ہے کہ ہم اس شہر میں داخل ہو گئے تھے اور پھر ہم نے خود کو ہاں پایا تھا۔"

"گویا آپ سب ایک ساتھ غائب ہوئے تھے۔"

"دُنیا... تھوڑے تھوڑے کر کے... بھی دس... بھی میں... بس اس طرح۔"

"تو یہاں وہ تعداد کم کیوں نہیں ہے۔"

"اس سوال کا ہم کوئی جواب دینے کے قابل نہیں ہیں... آپ خود بتائیں... ہم بھلا کیا بتاتے ہیں اس بارے میں۔"

"ایک صورت ایسی ہے... کہ آپ بتاتے ہیں... بلکہ آپ بتائیں گے اور خود بتائیں گے۔" ان کا لمحہ سرد ہو گیا۔
اس لمحے فرزاد نے شدید بے چینی حسوس کی۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب یہ کہ ادھر ہن لوگوں کو لہروں کے ذریعے لے جایا گی... ان کی جگہ ادھر سے ان کے میک اپ میں دشمن نے اپنے آدمی بیٹھ دیے... مجاہدین کے روپ میں۔"

"اگر... کیا... نہیں۔" وہ چلائے۔

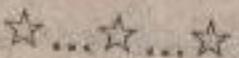
آپ لوگ مسلمان نہیں ہیں... مسلمانوں کے روپ میں، مجاہدین کے روپ میں... دشمن کے آدمی ہیں... تاکہ یہاں مجاہدین میں مل کر مجاہدین کی کامیابیوں کو تاکامیبوں میں بدلتیں... ظاہر ہے جب دشمن کے آدمی مجاہدین میں شامل ہوں گے تو ان کی تمام کارروائیوں کی روپورث باقاعدہ دشمن کو پہنچنے کی... اور وہ اس کے مطابق منصوبہ بندی کر سکیں گے... سبی وجہ سے کہ تین سال سے زیادہ ہونے کو آئے... اب تک ایک چھوٹا سا علاقہ مجاہدین فتح نہیں کر سکے، اور یہ چھوٹا سا علاقہ ان کے لیے بہت بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے... اس میں جگ نہیں کہ اس چھوٹے سے علاقے کے لوگوں کو بہت بڑی بڑی

میں تو صرف یہ جانتا ہوں کہ تم مسلمان ہیں... غیر مسلم نہیں ہیں۔
”جب کہ غالد ضرار صاحب کا کہتا ہے کہ ان کی تعداد بالکل پوری ہے۔“

”ت پھر... کیا اس کا مطلب ایک اور جنہیں ہو سکتا۔“ مجاهد
نے طنزی انداز میں کہا۔
”کیا مطلب؟“

”مطلب یہ کہ... جتنے آدمی وہ اوصار لے کر جاتے ہیں...
ساتھ ہی اتنے آدمی اور سے ادھر بیج دیتے ہوں... یعنی مسلمانوں
کے روپ میں مجاهدین کے لباس میں... اس طرح یہاں تعداد کم
کیوں ہونے لگی ہے... گویا ہمارے یہاں آتے سے پہلے ہی غیر
مسلم لوگ مجاهدین میں شامل ہو چکے ہیں۔“
”خن نہیں۔“

فرزانہ بہت زور سے اچھلی... اس کی آنکھوں میں خوف ہی
خوف دوز کیا۔



عطاقتیں امداد پر امداد و رہی ہیں... اسلیخ کے انبار اون تک پہنچا رہی
ہیں... تاکہ مجاهدین پورے ملک کے حکمران نہ جائیں... جب یہ
پورے ملک کے حکمران نہ جائیں گے تو پھر غیر مسلم پڑھی ملکوں کی
باری آئے گی... لہذا یہ مسلم عاقتیں اپنی باری آنے سے ڈری ہیں...
اصل منند یہ ہے... اور اس کا خوفناک حل یہ نکالا گیا کہ مجاهدین میں
مجاہدین کے روپ میں اپنے بے شمار آدمی شامل کر دیے جائیں...
اس طرح مجاهدین کی کامیابی روز بروز دور ہوتی پڑی جائے گی... اور
ہم دیکھ رہے ہیں... کہ ایسا ہو رہا ہے... کیوں غالد ضرار صاحب۔
یہ کہہ کر وہ ان کی طرف مزء۔

”بالکل اُنکل صاحب... آپ نے تو آج ہماری آنکھیں
کھول دیں... ویسے ہم سب حیرت زد و تھے کہ اب تک ہم یہاں
ملائتے کو خوب نہیں کر سکے۔“

”آپ... آپ کا مطلب ہے... یہ شامل پہلے سے چلا
ا رہا ہے اور ہم سے پہلے بھی بے شمار ہمارے ساتھی یہاں کے مجاهدین
میں شامل ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا۔
”ہاں! سیکی بات ہے۔“

”لیکن آپ کی سوچ بالکل غلط ہے۔“ اسی مجاهد نے کہا۔

”ایا مطلب... میں سمجھا نہیں... آپ کیا کہتا چاہے ہیں۔“

”ہم کا منصوبہ کیا ہے اور کیا نہیں ہے... یہ میں نہیں جانتا،

بہت بڑی غلطی

وہ فرزاد کی طرف مڑنے پر مجبور ہو گئے... کیونکہ اس کی عنی... نہیں سے انہیں بھی خوف محسوس ہوا تھا۔
”لگ... کیا ہوا فرزاد۔“

”ان کا عیان الحکم ہے... یہ سب مسلمان ہی ہیں... قبیر مسلم جاؤں پہلے ہی مجاہدین میں شامل ہو چکے ہیں۔“

”لیکن تم یہ بات اتنے لبقن سے کس طرح کہہ سکتی ہو۔“
”اس لیے کہ... یہ جب سے رہاں لائے گئے ہیں... میں انہیں بغور دیکھ رہی ہوں... ان کے جیتنے کا انداز بالکل اسلامی ہے...
ہوتا اللہ کا ذکر کرتے محسوس ہو رہے ہیں... یعنی برادری مل رہے ہیں،
حالانکہ جو بھی انہیں یہ بات بتائی گئی کہ آپ مسلمان نہیں ہیں... تو
انہیں فوری طور پر خوف زدہ ہو جانا چاہیے تھا۔“

”یہ صرف تمہارے اندازے ہیں فرزاد... تربیت دیتے
والے بھی غصب کے ماہر ہوتے ہیں... ایک ایک بات سکھاتے ہیں،
 بتاتے ہیں... یعنی ہمارے یہ تین باتیں بھی۔“

”تب پھر آپ ہی بتاویں... ہم ان کے سلسلے میں درست
بیٹھی پر کیسے بچنی سکتے ہیں... ایسا نہ ہو کہ ہم بے گناہ ہوں کوئی گناہ کا ر
بچنے لگ جائیں... اور انہیں جیل میں ٹھوٹس دیں... یعنی ہمارے
اپنے مجاہد... ہماری اپنی جیل میں... کیا یہ ان کے ساتھ سم ظریفی
نہیں ہو گی۔“

”و چنان ہو گا فرزاد... خود کرنا ہو گا... یہ ایک بہت نازک
اور ہم مسئلہ بن گیا... اور ہمارے سامنے پھر اس کی طرح آ کھڑا ہوا
ہے... فی الحال انہیں دوسرے کروں میں ہی لے جایا جائے.. انہیں
کھانا وغیرہ دیا جائے.. کوئی گلیانیں انہیں نہ ہوئے وہی جائے... کیا
خبر یہ ہمارے مجاہدین ہی ہوں۔“

”لیکن انکل... اس میں کیا مشکل ہے۔“ شوکی یوں اضافہ۔

”کیا کہنا چاہیے ہو ہماری اس ہم کے ہیر و صاحب۔“ اسیلہ
جیشید مسکراے۔

”ایک تو آپ مجھے ہیر و نہ کہیں... میں ہرگز ہیر و نہیں ہوں،
تھیں نے کوئی کارنامہ انجام دیا ہے... میں اس وقت وضاحت کر دیا
تھا... ورنیاں میں کوئی اور بات شروع ہو گئی تھی... لہذا اب ہیری
وضاحت سن لیں... پھر فیصلہ کچھ گا کہ ہیر و کون ہے اور کون نہیں۔“
”یہ وضاحت بعد میں... پہلے ان لوگوں کو بھیج دیں ذرا۔“

انہوں نے جلدی سے کہا۔

"اوہ ہاں واقعی۔" وہ بولا۔

"تم کیا کہہ رہے تھے... اس میں کیا مشکل ہے، تم اپنی اس بات کی وضاحت پوچھ کرو۔"

"جی ہاں! ضرور... کیوں نہیں... اگر یہ لوگ مجاهدین نہیں تو ظاہر ہے... یہ میک اپ میں ہیں۔"
"نہیں شوکی۔"

"کیا کہا آپ نے نہیں شوکی۔"

"ہاں! میں نے سمجھی کہا ہے... اس دوسری میں... جب انسانوں کو لبروں میں تبدیل کر کے ایک جگہ سے دوسری جگہ آن کی آن میں لے جایا جا رہا ہے... بالکل ملی قون کی طرح... تو میک اپ کے لیے بھی ان لوگوں نے کیا جدید ترین آلات کا سہارا نہیں لیا ہوا گا... کیا خبر... اب انسانی میلے بھی لبروں کے ذریعے تبدیل ہونے لگے ہوں۔"

"اوہ ہاں اشایہ..."

"لہذا ہم میک اپ اتارنے کا تجویز نہیں کریں گے... دوسرے ایک اور مشکل ہے... اگر ہم ان کے میک اپ چیک کر لیتے ہیں اور یہ میک اپ میں تاثیر نہیں ہوتے تو اس سے یہ بات طے ہو جائے گی کہ مجاهدین میں جاسوس شامل ہو چکے ہیں... پھر انہیں پہچاننے کا مرحلہ آئے گا اور اس طرح وقت شائع ہو گا... لہذا ہم

کیوں نہ ایسا طریقہ اختیار کریں... کہ ایک تی وقت میں اصل بات سامنے آ جائے۔"

"ایسا طریقہ بھلا کیا ہو سکتا ہے۔" آصف نے حیران ہو کر کہا۔

"طریقہ فرزاد، فرحت اور رفتہ بتائیں گی... باقی لوگ بھی اپنے دماغوں پر زور دیں گے... ہو سکتا ہے... اس بار کوئی اور ترکیب سوچنے میں کامیاب ہو جائے۔"

"پھر نیک ہے۔" فاروق بولا۔

"کیا نیک ہے۔"

"اس بار ترکیب کامیڈی ان ہم ماریں گے۔" فاروق مسکرا کا۔

"کیا... کہا... ترکیب کامیڈی ان... ارے باپ رے..."

یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔" آفتاب نے چونک کر کہا۔

"حد ہو گئی، میری لٹل اتار رہے ہو۔" فاروق نے اسے گھورا

"ارے ہاں... وہ شوکی کی وضاحت رہی جاتی ہے... ہمارا

ذیال ہے... اس ہم کا ہیر و شوکی ہے... اگر یہ میں وقت پر ریکوٹ

والی ترکیب نہ لڑائیستھتا تو شاید ہم اس وقت بھی وہاں قید ہوتے...

وہاں سے نکل آنا ہمارے لیے صرف اس وجہ سے آسان ہو گیا کہ

انشا اور پروفیسر وہاں سے فرار ہو گئے تھے۔"

"آپ کا مطلب ہے... اگر وہ فرار نہ ہوتے ہو تے... تو

ہم و باں سے نکل ن سکتے۔“ مکھن بول اخھا۔

”ہاں بالکل...“

” لیکن انکل... کیا اس بات کا امکان نہیں ہے کہ انا شا تے خود ہمیں و باں سے نکل آنے کا ممکن دیا ہو... اور اس کا منصوبہ بھی ہو... لیکن ہم اب تک اس کے منصوبے کی تزویہ میں ہوں۔“ اس نے جلدی جلدی کہا۔

”ہاں اس بات کا زبردست امکان ہے... ورنہ جیتی بازی انا شا آساتی سے ہارنے والا نہیں... اور میں تو کہتا ہوں... وہ اس وقت بھی آس پاس کھلی موجود ہے... اور ہماری ساری کارروائی کو غور سے دیکھا درسن رہا ہے۔“

” لگک... کیا... نہیں۔“ پروفیسر زور سے اچھلے... ان کی آنکھوں میں خوف دوڑ گیا۔

” آپ کو کیا ہوا۔“

” اف... جمیٹ اف۔“ وہ کانپ گئے۔

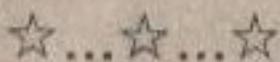
” ارسے باپ رے... آپ تو ہمیں خوف زدہ کیے دے رہے ہیں۔“

” اس میں میرا قصور نہیں... میں خود تم سے زیادہ خوف زدہ ہو گیا ہوں۔“

” آخ رکیوں۔“

” آؤ بھی... جلدی کرو... ہم سے بہت بڑی غلطی سرزدہ ہو چکی ہے۔“

اور پھر پہ فیسر زادہ بے تحاشا دوزپڑے... اب تو ان سب کو بھی دوز لگانا پڑی۔



الگ

"آپ کہاں چارہ ہے ہیں۔" اسکلز جمشید چلا کے۔

"میرے پیچے آنے کی ضرورت نہیں... پہلے میں خود جائزہ لوں گا... پھر جیسیں ذون کروں گا... تم نہیں بھر کر پہلے جاہدین کا منظر حل کر دو۔"

یہ کہنے کے لیے وہ ذرا رکے اور پھر وہ زپرے...
"لیجئے... ہمیں الجھن میں بڑا کر گئے۔" فاروق نے ہر اسما
منہ بنا دیا۔

"کوئی بات نہیں... یہ بہت جلد فون کریں گے... ہاں تو ہم لوگ سوچنا چاہتے ہیں ایک عدو ترکیب... ایسی ترکیب کہ جس سے معلوم ہو... یہ جاہدین نقیٰ ہیں یا انقلابی جاہدین پہلے ہی جاہدین میں شامل کیے جا چکے ہیں۔"

"اوہ... ہاں اور محمود، فاروق، آصف، آفتاب اور شوکی
وغیرہ کا کہنا ہے کہ اس بار ترکیب کا میدان ہم ماریں گے... فرزانہ،
فرحت اور رفت اور پیچھے چھوڑ دیں گے۔" اسکلز کامران مرزا

سترانے۔

"پاکل... بھی بات ہے۔" آصف نے بلند آواز میں کہا۔

"جب ہم سب سوچیں گے... ہم بھی خود کو اس مقابلے میں

شامل کر رہے ہیں۔" خان رحمان نے گویا اعلان کیا۔

"ارے باپ رے... اس صورت میں ہماری کیا دال گل

سکے گی۔" شوکی بوجھلا اٹھا۔

"بھی تم تو پہلے مرٹلے پر ہی بہت ہار دیتے۔"

"لک... کیا کیا جائے... اب ان کے مقابلے میں

بہت جیت بھی کیسے سکتی ہے۔" شوکی نے سُکھی صورت بنا دی۔

"صد ہو گئی... سے کوئی تک اس بات کی۔" فاروق جل گیا۔

"جلنے بھننے سے یوں گیں بہتر ہے کہ مل کر کوئی ترکیب سوچ لیں

اور ان پر اپنی برتری ثابت کر دیں۔"

"ابس سوچ چکے تم۔" اسکلز جمشید نے برا سامنہ بنا دیا۔

"جی... کیا مطلب... کیا نہیں سوچ سکتیں گے۔"

"آہار تو نہیں ہیں... دیکھو تا... یہ تو کب کی سوچ کے

سندر میں اتر چکیں... اور اس کی تھیں میں غومتے پر غومتے لگا رہی ہیں

اور تم ابھی تک با توں کے دھارے میں بہرہ ہے ہو... اس دھارے

سے نکلو گے تو کچھ سوچ گے... لیکن یہ راحتی ہے... جب تک تم

سوچنے کے قابل ہو گے... یہ ترکیب سوچ لیں گی اور تم ہاتھ ملتے رہ

جاوے گے۔"

"اوه... اوه... وہ چونک اٹھے..."

پھر سبھی سوچ میں گم ہو گئے... آخر فرزانہ نے سراہیا۔

"میرے ذہن میں ایک ترکیب آپنی ہے... لیکن میں چاہتی ہوں... باقی لوگ بھی پکھوڑ پکھوڑ سوچ لیں... اس طرح ہم ترکیبوں کا مقابلہ کر سکیں گے۔"

"کیا کہا... ترکیبوں کا مقابلہ... یہ تو کسی نادل کا نام ہو سکتا ہے۔"

"ترکیب کوئی سوچی نہیں گئی... نادلوں کے نام سوچھر ہے ہیں... اسے کہتے ہیں... نائجت جانے آگئن نیز ہا۔" رفعت بنس پڑی۔

"لگ... کیا کہا... آگئن نیز ہا... یعنی کہزا آگئن۔" فاروق بول اخخار۔

"کیوں... کیا ہوا؟" رفعت جلدی سے بولی۔

"میرا مطلوب ہے، یہ بھی تو کسی نادل کا نام ہو سکتا ہے۔"

"حد ہو گئی... بالکل حد ہو گئی۔" رفعت چلا کی۔

"اب تم آپس میں لڑپڑو گے... لہذا فرزانہ تم اپنی ترکیب بناؤ... ہو سکتا ہے، وہ عمل کرنے کے قابل ہو... اور ہم وقت کرنے سے نج چاہیں۔"

"تی اچھا... ہم تمام مجاہدین کی دعوت کرتے ہیں۔"

"اپے بات رے۔" خان رہمان بوكھلا اٹھے۔

"آپ کو کیا ہوا؟"

"پاہ بھی ہے... کتنا خرچ ہو گا۔"

"پھر کیا ہوا... اور آپ کیوں گھبرا گئے۔"

"اس لیے کہ خرچ تو میرے ہی ذمے پڑے گا۔" انہوں نے منہ بنا یا۔

اور وہ مکرا دیے... پھر انکلہ جمیش نے کہا:

"ہاں فرزانہ... تم کیا کہدا ہی تھیں۔"

"یہ کہ تمام مجاہدین کی دعوت کی جائے... ایک سکھ میدان میں۔"

"اس سے کیا ہو گا... بالکل چھسی پھسی ترکیب ہے۔" آصف نے منہ بنا یا۔

"ابھی تم نے پوری ترکیب کب سنی ہے۔" فرزانہ جل کر بولی۔

"چلو پھر بتاؤ... پوری ترکیب۔"

"پوری ترکیب یہ ہے کہ اس میدان میں وڈو یعنی تیرے لگائے جائیں... ان سب کی مکمل ترین قلم تیار ہو... پھر ہم اس قلم کو غور سے دیکھیں... لہذا ہم جان جائیں گے... کہ کون سے مجاہدین

اصل ہیں... اور کون سے تقلیل۔"

"مجاہدین قربادس ہزار ہیں۔" ان پکڑ بھیتے انجمن کے عالم میں کپتا۔

"پھر کیا ہوا ابا جان... جیسے کوکٹ کا نجی ہوتا ہے... تو کیا ہزاروں تھاتی نہیں ہوتے وہاں... ان کی قلم بن رہی ہوتی ہے... اور تمام محلہ زیوں کی بھی... ایسا تو کہرے فحش کرائے جائیں گے۔ کونکے مجاہدین کھڑے ہو کر کھانا نہیں کھائیں گے... بینہ کر کھائیں گے۔"

"ماں ابا اکل۔"

"لیکن اس سے ہو گا کیا۔" خان رہمان بولے۔

"اوہو... خان رہمان... تم فرزاد کی ترکیب کی تکنیک میں پہنچ اب تک؟" ان پکڑ کا مردانہ لمحہ میں حیرت تھی۔

"اوہو... اچھا... اب تجوہ گی۔"

"چلے گرے..."

"میرا خیال ہے... ان حالات میں اس سے بہتر ترکیب کیا ہوگی... ویسے کوئی اور ترکیب کسی کے ذہن میں آئی ہوتے تھے۔"

"تھی... بھی نہیں... اس ترکیب کے ہوتے واقعی کسی اور ترکیب کی دال نہیں ملے گی۔" شوکی بے چارگی کے عالم میں بولا۔

"وہ سب سکردا ہیے... ایسے میں فون کی بھٹی بھی۔"

"یہ فون ضرور پروفیسر صاحب کا ہو گا۔"

یہ کہہ کر انہوں نے رسیور اٹھایا... دوسری طرف سے پڑ، فیسر صاحب کی آواز سنائی دی۔

"بمشید یہ تم ہو... سنو... میں یہاں سے ایک اور جگہ چارہا ہوں... ایک ہمیشہ احساس ہو رہا ہے... میں اپ کی گفتہ بعد فون کر سکوں گا۔"

"آپ مجھے تاویں... بات کیا ہے۔"

"ابھی نہیں بمشید... تم اپنا کام جاری رکھو... مجاہدین میں سے غدار الگ کرنا سب سے اہم کام ہے... اور یہ طے ہے... انسان نے ان میں غدار شامل کیے ہیں... بورڈ کی بستی میں تو وہ بھی کام کر رہا تھا۔"

"کیا مطلب... آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔" وہ چوکٹ انجھے۔

"ایک وقت میں وہ کسی بھروسوں پر کام کر رہا تھا اور اس کا ہدید کوارٹر پروفیسر عثمان کی تجربہ تھا۔"

"یہ بات تو خیر سامنے آ پھلی ہے کہ اس کا ہدید کوارٹر پروفیسر عثمان کی تجربہ تھا... اور وہ کہاں کام کر رہا تھا۔"

"یہی معلوم کرنے جاز رہا ہے جوں... انتظار کرو۔"

"اللہ اپنا رحم فرمائے۔" انہوں نے پریشان ہو کر کہا۔

"اب پریشان ہونے کا کوئی قائد نہیں جمیل... جو ہو تھا... ہو چکا... ہم نے اس کیس پر کام اس وقت سے شروع کیا تھا... جب وہ اپنا کام کر چکا تھا... بعد میں تو ہم سے صرف بیچہرے ہے کامیل سکھیل رہا ہے اور ہم پر منتظر ہا ہے۔"

"آپ تو مجھے فکر میں بھلا کیے دے رہے ہیں۔"

"تم سے زیادہ میں پریشان ہوں جمیل... خیر... اب پھر بات ہو گی... یہ کہ کر انہوں نے فون بند کر دیا۔ انہوں نے ان کے سامنے لٹکو دھڑا دی... وہ بھی فرم دیتے ہو گئے۔

"اس کا مطلب ہے... ہماری ساری سہ و بھم بے کار گئی... ہم اس کی انگلیوں پر کٹ پلی کی طرح ٹاپے رہے۔" انپکڑ کا مرزا مرزا سرسراتی آواز میں بولے۔

"ہاں ایسی بات ہے...،" انہوں نے سر ہلا دیا۔

"چند لمحے تک وہاں موت کا سٹاٹا طاری رہا... پھر انپکڑ جمیل بولے:

"اب اس کا بھی کوئی قائد نہیں... ہمیں اپنا کام تو کر رہے ہو گا... لہذا دعوت کا انتظام کرتے ہیں... آپ کو اس ترکیب پر کوئی اعتراض تو نہیں..."

انہوں نے صدر صاحب اور خالد ضرار کی طرف دیکھا۔

"نہیں... ہم تو صرف یہ چاہتے ہیں کہ مجہدین میں سے خدا را لگ ہو جائیں۔" خالد ضرار نے کہا۔

"وہ خیر ہو جائیں گے... آپ فکر کریں۔"

"میرے فکر کرنے سے گیا ہوتا ہے... جب کہ آپ پریشان ہیں۔" خالد ضرار اسکرا کر بولے۔

اور وہ شرمند نظر آئے... پھر یہ لے:

"واقعی... ہمیں پریشان نہیں ہوتا چاہیے... بھلا پریشان ہو کر ہم کیا کر لیں گے۔" انہوں نے فوراً کہا۔

اور پھر وہ انتقامات میں لگ گئے... ایک بہت بڑے باغ میں یہ انتقامات کیے گئے... باخ کے درمیان میں ایک بہت کھلامیدان تھا اور اس سے چاروں طرف درخت تھے... ان درختوں پر ٹوٹی وی کیمرے نصب کیے گئے تھے... کوئی حصہ چھوڑا نہ گیا... تاکہ ایک ایک آدمی کی حرکات و سکنات کو بخوبی دیکھا جاسکے... اور آخر تمام مجہدین کو وہاں لاایا گیا... ایک طرف میریں اور کریساں لگائی تھیں... دوسری طرف دریاں بچھائی گئی تھیں... ایک طرف صرف میریں... گویا وہاں صرف کھڑے ہو کر کھانا کھا جا سکتا تھا... کریسوں پر بیٹھ کر... اور دریوں پر بیٹھ کر کھانا کھایا جا سکتا تھا... مطلب یہ تھا کہ جس کا جہاں جی چاہے جیسے چاہے کھائے۔

اور پھر کھانا شروع ہوا... اور ختم ہو گیا... مجہدین کو ایک

دوسرے ہال میں جمع کر لیا گیا... وہ جس کام کو بہت مشکل خیال کر رہے تھے... بہت آسانی سے ہو گیا تھا... مسلمان مجاہدین نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک سنت کا خیال رکھا تھا... یہاں تک کہ کھانے کے بعد انہوں نے ہاتھ بھی دھوئے تھے اور فلی بھی کی تھی... کھانے کے دوران انہوں نے صرف دائیں ہاتھ سے کھانا کھایا تھا... اور دوسرے آداب کا بھی پورا خیال رکھا تھا... جب کہ غداروں نے باریک باریک سنتوں پر کوئی عمل نہیں کیا تھا... مثلاً غزال انہوں نے نہیں کیے تھے... جب کہ مسلمان مجاہدین نے وانتوں میں غلال ضرور کیے تھے... اس طرح کھانے کے دوران ہی انہیں وہ لوگ نظر آگئے تھے... آسانی یہ ہوئی کہ ان سب نے اپنے وانتیں کندھے پر ایک سرخ رنگ کا ٹھنڈا گیا ہوا تھا... آج تک کسی نے اس سرخ ٹھنڈا کی طرف تو نہیں دی تھی... جب غور کیا گیا... تو صرف غداروں کے کندھوں پر ہی وہ نحاس سرخ ٹھنڈا نظر آیا۔ لہذا انہیں الگ کرنا آسان ہو گیا... وہ اس کامیابی پر بہت خوش تھے... خالد صرار اور صدر صاحب حیرت زد تھے کہ ان لوگوں نے کس طرح انہیں الگ کر دیا تھا... گویا وہ دھکا دودھ اور پانی کا پانی کر کے رکھ دیا تھا... اب وہ اس ہال میں آئے... پہلے اسپکز جیش نے ایک چھوٹی سی تقریر کی... اس کے الفاظ یہ تھے:

"معزوز مہماںو! آپ سے کچھ باقیں کرنا

ہیں... آپ لوگوں کو بہت اختیاط کرتا چاہیے... دشمن نے ایک منسوبہ ترتیب دیا ہے... یہ کہ آپ کی صفوں میں کچھ خدار شامل کرو یہ جائیں... جو اپنے ملک کو آپ کی نقل و حرکت کی خبر دیتے رہیں... جب آپ کی نقل و حرکت دشمنوں کو ہوتی رہے گی تو کیا آپ محاڑ پر کوئی کامیابی حاصل کر سکتی گے..."

یہاں تک کہہ کر وہ ذرا دیر کے لیے رکے... ان سب نے فوراً نجی میں سر ہلا کیا... سرخ ٹھنڈاں والوں نے بھی سر ہلا کے تھے... لیکن ان کے رنگ از ت نظر آئے تھے۔

" بالکل تھیک... ہم کوئی کامیابی نہیں حاصل کر سکتے جب تک کہ ہمارے درمیان سے غداروں کا صفائی نہ ہو جائے... بدستی سے آپ کی صفوں میں کچھ خدار شامل ہو گئے ہیں۔"

"کیا... نہیں... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔" وہ چلا اٹھے۔

"بس یہ ہو گئے... کیسے کا جواب بہت طویل ہے... کسی وقت آپ کو بتا دیا

جائے گا اور آیندہ کے لیے اختیاری مداری
اختیار کر لی جائیں گی، لہذا میں درخواست
کرتا ہوں... آپ لوگوں میں جو خدار
ہیں... وہ کھڑے ہو جائیں۔"

یہ کہہ کر وہ رُک گئے اور کوئی بھی کہان ہوا:

" یہ کیا... ایک بھی کھڑے نہیں ہوا... بھی کوئی ایک تو دلیری
کا شہادت دے... خود اٹھ کر کہہ دے کہ وہ خدار ہے... " ان پلک جسی
مکرانے۔

اب بھی کوئی نہ اٹھا... کھانے کے میدان میں، کہہ کو بھی
اسٹلے کر اندر نہیں جانے دیا گیا تھا... ان سب کا اسٹلہ باہر چھ تھا...
اوہ ران کی خیفر نورس اس ہال میں بالکل پوکس تھی اور سرخ ہلن والوں
کا نشانہ لے بھی تھی... لہذا کسی گڑبڑ کا مکان نہیں تھا... پھر بھی ان پلک
جیشید بہت احتیاط کر رہے تھے۔

" معلوم ہوتا ہے... خود سے کوئی نہیں اٹھے گا... خیر...
میں آپ لوگوں میں سے ایک کو اٹھاتا ہوں... اور اس سے پوچھتا
ہوں... کیا آپ خدار ہیں۔ "

انہوں نے جران ہو کر ان کی طرف دیکھا، جیسے کہہ رہے
ہوں... بھلا کوئی کہنے لگا کہ وہ خدار ہے... ایسے میں وہ خود
ایک مجاہد کے پاس چلے گئے تھے اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر

بولے۔

" اٹھ جائیں۔ "

" نہ نہیں... میں خدار نہیں اٹھوں۔ "

" اوہو... آپ اٹھ جاؤ جائیں۔ "

وہ لرزتا کا پختا اٹھ گیا... سب نے دیکھا... اس کے کندھے
پر سرخ ہلن نہیں تھا... ان کے سب ساتھی بھی جران تھے کہ وہ یہ کیا
کر رہے ہیں، ایسے میں وہ ایک اور کے پاس گئے اور اس سے بولے:
" اب ذرا آپ اٹھ جائیں۔ "

" اوہو... ہم کیوں ہوتے خدار بھلا۔ " اس نے چوک کر
کیا۔

" میں نے آپ سے اٹھنے کے لیے کہا ہے۔ "

" مجھے اٹھ گیا۔ " اس نے پر اسماں بنا دیا۔

باقی لوگوں نے دیکھا... اس کے کندھے پر سرخ ہلن تھا۔

" آپ دونوں آگے کل آئیں اور میرے دامیں باسیں
کھڑے ہو جائیں۔ "

" یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ " سرخ ہلن والا پریشان ہو کر

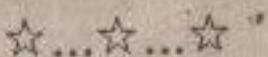
بولا۔

" بھی وضاحت کرتا ہوں... پہلے آپ آ جائیں۔ " ۵۹

مکرانے۔

و دونوں آگے آ گئے...
 "اپنے منہ باقی لوگوں کی طرف کر لیں۔"
 دونوں نے منہ باقی لوگوں کی طرف کر لیے...
 "آپ سب انہیں خور سے دیکھئے... ان میں سے ایک چاہ
 مجاہد ہے... اور ایک پناحدار۔"
 "کیا... ٹھیں۔" وہ چلا گئے... سرخ ہلہ دالے کا رنگ
 اور اڑ گیا۔
 "آپ کو ان میں کی فرق نظر آتا ہے بھلا۔"
 سب لوگ خود کرتے گئے... لیکن کسی کی سمجھی میں پہنچنے آیا۔
 "میں بتاتا ہوں۔" یہ کہتے ہوئے ان کی انگلی سرخ ہلن سے
 جا گئی...

جو نکی ان کی انگلی سرخ ہلن سے گئی... وہ بہت زور سے
 اچھلے۔ ایسے میں ان کے موبائل کی تھیں بھی۔



تجربہ گاہ

پروفیسر داؤڈ جہاڑ سے اتر کر سیدھے پر و فیسر عقلان کی
 تجربہ گاہ پہنچے... لیکن حکومت کی طرف سے تجربہ گاہ کو سل کر دیا گیا
 تھا... یہ بات انہیں وہیں پہنچ کر یاد آئی... وہ بھلا اٹھے... پھر وہ بہاں
 کے کمشٹ کو فون کی... اپنا تعارف کرایا اور بتایا کہ وہ کیا بھاٹتے ہیں...
 "بہت اچھا... میں ابھی بیتل ترہ اتا ہوں۔"
 اس طرح دروازہ کھلا... اور وہ اندر واپس ہوئے... سل
 توڑنے کے لیے آنے والوں سے انہوں نے کہہ دیا کہ وہ جاسکتے
 ہیں... وہ جب اپنے کام سے قارغ ہوں گے... تو انہیں اطلاع
 دے دیں گے... چنانچہ وہ واپس چلے گئے... انہوں نے دروازہ
 اندر سے بند کر لیا اور آگے بڑھنے... انہیں ایک عجیب سا اس اس
 ہور ہاتھا... اندر انہیں گھس گر دے وغبار نظر نہ آیا... یوں لگتا تھا میسے تجربہ
 گاہ بند نہ ہو... سکھی ہو... اور وہ بہاں باقاعدہ کام ہو رہا ہو۔ انہوں
 نے پوری عمارت کو گھوم پھر کر دیکھ دیا... کہیں کوئی نظر نہ آیا...
 لیکن تجربہ گاہ بالکل صاف تھی... آخر وہ اس خاص کرے کی طرف

کرتے بوڑھا ہو گیا ہوں... اور میں سوچ رہا تھا... بیہاں کوئی نہیں آئے گا... میں نہیں ایزی یاں رگڑ رگڑ کر مر جاؤں گا۔" اندر سے پر و فیسر عقلان کی آواز سنائی دی۔
" کیا... کیا مطلب؟" وہ اور زیادہ تیر ان ہو کر بولے۔

" ہاں! میرے ساتھ بہت بڑا غلام ہوا ہے... اناشانے مجھے بیہاں قید کر دیا تھا اور خود میری محل میں آپ لوگوں کو چکر دیتا رہا... اور آپ یہ خیال کرتے رہے کہ میں خدار ہوں۔"
" ارے باپ رے... تو وہ... ۱۴۵ اناشانے تھا۔"
" ہاں! میں تو تمام عرصہ بیہاں قید رہا ہوں۔"
" یہ تو خیر قحط ہے۔" پر و فیسر داؤ نے فوراً کہا۔

" قحط کیسے۔"

" ہم اس کرے کے ذریعے تو دوسرا طرف پہنچتے۔"
" ہاں! میں دیکھ رہا تھا آپ لوگوں کو... لیکن اس وقت میں بول نہیں سکتا تھا... صرف سن سکتا تھا اور دیکھ سکتا تھا۔"
" کیوں... اس وقت آپ کہاں تھے۔"
" الماری میں تھا... اور الماری کو اس نے بند کر دیا تھا اور میرے جسم میں ایک انگلشن لگادیا تھا... اس کی وجہ سے میں بالکل سن ہو کر رہ گیا تھا... پھر جب آپ دوسرا طرف چلے گئے تو اناشانے مجھے الماری سے نکلا اور اس کرے میں قید کر دیا۔"

بڑھے... جس کے ذریعے وہ سب اناشانے کے ہیئت کو اتر پہنچتے تھے... بیہاں خون کا تالاب انہوں نے دیکھا تھا اور بیہاں پر و فیسر عقلان کو انہوں نے خون میں نہاتے دیکھا تھا... وہ منظر دیکھ کر انہیں جھری جھری آگئی تھی...
دروازہ بند تھا... انہوں نے چاہا... اس کو کھول دالیں، لیکن نکھلا... وہ چونکہ اٹھے... ابھی تک وہ اس کرے کو نہیں دیکھ سکتے تھے... باقی غارست ضرور دیکھ لی تھی... انہوں نے دروازے پر دستک دے دالی... فوراً ہی اندر سے آواز سنائی دی...
" کون؟"

دوسری طرح اچھے... آواز پر و فیسر عقلان کی تھی... ان کے پھر سے پر خوف بھیل گیا... باقی لوگوں کے پاس جب وہ موجود تھے... انہیں سیکھی خیال آیا تھا کہ ہوتے ہو... ان کی اپنی تحریر بگاہ... یا پھر پر و فیسر عقلان کی تحریر بگاہ کو ابھی تک اس منصوبے کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے اور یہ کہ اناشانے اپنا کام بند نہیں کیا... گویا ان لوگوں کے ہباں جانے اور ہباں سے لوت آنے سے اسے یا اس کے پر و گرام کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ اور اب اندر سے پر و فیسر عقلان کی آواز سن کر تو ان کے رو تکنے کھڑے ہو گئے تھے۔

" یہ میں ہوں... پر و فیسر داؤ... دروازہ کھولیے۔"

" آپ بیہاں کیا کرنے آئے ہیں اب... میں انتظار کرتے

"گویا آپ اتنے عرصے تک اس کرے میں قدر ہے
ہیں۔" پروفیسر داؤڈ کے لپھ میں حیرت ہی حیرت تھی۔

"بان ابا لکل۔" پروفیسر عقلان کی آواز ابھری۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"کیوں جناب... کیوں نہیں ہو سکتا..." اندر سے چلا کر
کھا گیا۔

"آخر کیسے... آپ کھائے پیے بغیر اتنا عرصہ کیسے زندہ
رہے۔"

"اندر ہر چیز موجود ہے... اس نے سب چیزیں بیہاں رکھ
دی تھیں۔"

"آپ نے چیزیں چلا کر ہر کے لوگوں کو اپنی طرف کیوں متوجہ
نہ کیا۔"

"وہ ہر روز مجھے وہ انجکشن لگاتا رہا... اس کا اثر میں باہمیں
گھٹنے تک رہتا ہے... باقی دو تین گھنے میں حق سے آواز نکالنے کی
کوشش کرتا تھا... باتحصہ جیر ہلانے کی کوشش کرتا تھا... لیکن نہ زیادہ
آواز لکھتی تھی... نہ باتحصہ دروازے پر اس قدر زور سے لگاتا تھا کہ آواز
باہر جاتی... بس میں صرف کھانے پینے کی حد تک حرکت کر لیتا تھا۔"

"جب پھر... کیا آج اس نے انجکشن نہیں دیا۔"

"نہیں... کہہ رہا تھا... اب بس... آپ واپس اپنی دنیا

میں لوٹ جائیے۔" پروفیسر داؤڈ چونکہ اٹھے... کچھ لمحے تک سوچ میں ڈوبے

رہے، پھر بولے:

"اچھی بات ہے... اب آپ دروازہ کھول دیں۔"

"ابھی بھی میں اتنی طاقت نہیں ہے... شاید کچھ چھکنے گزرنے
کے بعد میں ایسا کر سکوں... آپ باہر سے اس کو کھول دیں۔"

"لیکن یہ تو اندر سے بنہ ہے۔"

"کھل جائے گا..."

انہوں نے طریقہ بتا دیا... دروازے کھولتے ہوئے پروفیسر
صاحب کو خوف گھومنا ہوا... اس وقت ان کے ساتھ کوئی بھی تو نہیں تھا
بس وہ جلدی میں پہنچنے آئے تھے... اور اس وقت ان کا پروگرام
صرف اپنی تحریر پر کام تک جانے کا تھا... یہ تو انہیں بعد میں خیال آیا تھا
کہ پروفیسر عقلان کی تحریر پر کام کو بھی آزمانا چاہیے۔"

آخر اللہ کا نام لے کر انہوں نے دروازہ کھول دیا... اندر
واقعی پروفیسر عقلان نیم مردہ حالت میں نظر آئے... وہ انہیں دیکھ کر
کاپ ہے... انہوں نے ان کے جسم کا چاہرہ لیا... واقعی جگہ جگہ
انجکشن کی سوچوں کے لذت نات موجود تھے... ایک بار پھر انہوں نے
کمشٹ صاحب کو فون کیا... موجودہ صورت حال انہیں بتائی... وہ
ذکرہ دن کو لے کر وہاں پہنچ گئے... اور ان کی حالت دیکھ کر کاپ

”اکنہ حضرات انہیں دیکھنے لگے... ایسے میں انہوں نے
انپکڑ جمیش کے نمبر ڈائل کیے... جلد ہی ان کی آواز سنائی دی:
”انپکڑ جمیش بات کر رہا ہوں۔“
”اور یہ میں ہوں جمیش۔“

”اوہ آپ... آپ اچا نک کہاں غائب ہو گئے۔“
”میں یہاں ہوں... پروفیسر عقلان کی تحریر گاہ میں۔“
”اوہ... آپ وہاں پہنچ گئے... لیکن اس کی کیا
منورت تھی۔“

”مجھے ایک خیال آیا تھا... یہ کہ انہا شاپ نک میری یا
پروفیسر عقلان کی تحریر گاہ کو استعمال کر رہا ہے... اور میرا خیال
ورست اکھا۔“

”لک... کیا مطلب؟“ وہ بڑی طرح اچھلتے۔
اب انہوں نے تفصیل سناؤالی۔
”میں... نہیں۔“ وہ پوکارا لمحے۔
”ہاں جمیش... کیا تم یہاں آ رہے ہو۔“
”میں اس وقت تو یہاں الجھا ہوا ہوں... آپ پروفیسر
عقلان کو لے کر نیک آ جائیں... اور اس کرے کو اب اس قابل ن
ہبند دیں کہ انہا شا استعمال کر سکے۔“ انہوں نے جلدی جلدی کہا۔

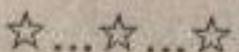
”اچھی بات ہے... میں انہیں ادھر لے آتا ہوں۔“
اب وہ ذرا کم صاحبان کی طرف متوجہ ہوئے
”یہ کب تک سفر کے قابل ہو سکیں گے۔“
”دو تین دن سے پہلے سکیں۔“
”اوہ... اس طرح تو بہت دیر ہو جائے گی... تب پھر ہوں والی
ایمپولیس پر لے جاتے ہیں۔“
”لیکیں... میں انتظامات کر اونچا ہوں۔“
کمشنر صاحب یہ کہہ کر چلے گئے... انہوں نے کمرے کا
جائزہ لیا... وہاں اپنا کام کرتے رہے... کئی ٹھنڈوں کی محنت کے بعد
انہوں نے اس کمرے میں موجود آلات تباہ کر کے رکھ دیے... اپنی
تجربہ گاہ کے کمرے میں بھی انہیں یہ کام کرنا تھا... اس وقت تو وہ
جلدی میں چلے آئے تھے۔
آغزوہ انہیں اپنی طرف لے آئے... پروفیسر عقلان کو
انپکڑ جمیش کے گھر پہنچایا... خود اپنی تجربہ گاہ گئے... وہاں کے آلات
تباہ کیے... اور پھر انپکڑ جمیش کی طرف روانہ ہوئے... ایسے میں
انہیں ایک زبردست جھنگا لگا... وہ کاپ گئے... اور پھر وہ اس مڑے...
انپکڑ جمیش کے گھر پہنچے... پروفیسر عقلان مہماں خانے میں بستر پر
لیے نظر آئے...
”اب آپ کی طبیعت کیسی ہے۔“

ایسے کرے تو اس ملک میں جگد جگد تیار ہو رہے ہیں... پھر تم جب
چاہیں گے... جہاں چاہیں گے... آجائیں گے۔"

"عنیں... وہ کانپ گئے... بھی خوف انہیں پریشان
کر رہا تھا... یہ انساں اس طرف ایسے اور کرے تو اچکا ہے...
اگر بات بھی ہے... تب پھر انسانہ صرف کامیاب
ہے... پہلے بھی ہمارے مقابلے پر کامیاب رہا ہے اور اب تک وہ
نہایت کامیابی سے اپنا کام جاری رکھے ہوئے ہے۔"

"اس کے سوا کیا کہا ڈالتا ہے بھلا۔" پروفیسر عقلان نے
ٹھکی ٹھکی آواز میں کہا۔

ایسے میں ان کے موہائل کی سختی بھی... سیت آن کر کے
انہوں نے جو بھی کان سے لگایا... دوسری طرف کی آواز سن کر وہ
چوکٹا گئے...



"اب میں بہت بہتر محسوس کر رہا ہوں۔"

"اناشا وقت سے پہلے کیسے جان لیتا ہے کہ تم کیا کرنے
والے ہیں۔"

"میں تو تمام عرصہ تجربہ گاہ میں قید رہا ہوں... مجھے کچھ معلوم
نہیں۔"

"آپ اپنے تجربے کی بنیاد پر بتائیں۔"

"یہ بھلی بیتھی کی کوئی قسم ہو سکتی ہے... بہت زیادہ ترقی یافتہ
ٹھکل۔" اس نے کہا۔

"ہاں! میں نے بھی بھی خیال کیا تھا کہ یہ بھلی بیتھی کی کوئی
ٹھکل ہے... بھلی بیتھی میں بھی ہوتا ہے... میرے ذہن میں ایک
بات آئی... اور اوہرہ آپ نے اس کو جان لیا... اب ظاہر ہے...
اس بات پر عمل تو بعد میں شروع کروں گا... لیکن آپ پہلے ہی تجارت
ہو جائیں گے... جان پکھے ہوں گے کہ میں کیا کرنے والا ہوں۔"

"بھی بات لگتی ہے۔"

"آپ کی تجربہ گاہ والا کمرہ تو اب وہ استعمال کرنیں سکتا اور
ندیسری تجربہ گاہ کا کمرہ اس کے کام کارہا... اب وہ کیسے اوہر آئے گا
بھلا۔"

"میں اس بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا... ہاں... اتنا ہے،
ہاتوں باقوں میں ایک دن انساں یہ کہہ گیا تھا... اور ابھی کیا ہے..."

ہڑ بوک

انہوں نے پہلے تو اپنی انگلی کو دیکھا... انہیں بھی محسوس ہوا
تھا میسے کسی پیچے نے ڈنک مارا ہو... پھر وہ جلدی سے فون کی طرف
متوجہ ہوئے... انہوں نے سنا، دوسری طرف پر دیسرداد تھے... وہ
انہیں پر دیسردار عقلان اور اناشا کے ہارے میں تارے تھے... ان
سے بات ختم کر کے وہ پھر بجا ہبہ ان کی طرف مڑے:

”ہاں اتو میں آپ کو بتارہا تھا... ان میں سے ایک سچا مجاہد
ہے، ایک خدا ہے... اور یہ بتانے کے لیے میں ایک کی طرف بڑھا
تھا...“

ایسے میں انہیں اپنی انگلی کا خیال آگی... اب جو انہوں نے
انگلی کی طرف دیکھا... تو وہ گہری نیلی ہو چکی تھی اور نیلا پن اب ہٹھلی
کی طرف پڑھ رہا تھا...“

”مم... میں... میرے لیے فوراً ذا کنز کو بلا یا جائے...
جلدی۔“ وہ چلا انجھے۔

”آپ... آپ کو کیا ہوا۔“ وہ ان کی طرف چھپنے... اسکر

ہمراں مرزا نے فوراً ذا کنز قاض کے نمبر ملائے... جوئی سلسہ ملا،
انہوں نے بتایا کہ انہیں کہاں آتا ہے...
ایسے میں انہوں نے اسکر جمشید کو گزج دیکھا... وہ کاٹپ
لے... پھر انہوں نے خفیہ فورس کو خفیہ الفاظ میں ہدایات دیکھا... وہ کاٹپ
بہت تیزی سے حرکت میں آئے اور تمام خداروں کے چکچے ایکاں گئی
چیز گے... ان سب کی گذراں سے پستولوں کی نالیں جاتیں۔
”تم لوگوں میں سے کسی نے بھی کوئی حرکت کرنے کی کوشش
کی... ہم گولی چلا دیں گے... ذرا لاحاظہ نہیں کریں گے... اس لئے
کہ ہدایات سیکی ہیں... سیکی ہیں تسلی۔“
”باکل... ہماری طرف سے ان سب کو بھی گولی مارنا پڑے
تو ضرور ماری دی جائے۔“

”اوکے سر۔“
اور پھر ان سب کو گزج کر لیا گیا... ادھر ذا کنز قاض آپکے
تھے... اور اسکر جمشید کے ہاتھ کو دیکھ کر وہ کہہ چکے تھے... زیر بہت
تیزی سے جسم میں چھل رہا ہے... فوری طور پر ہسپتال لے جایا جائے
گا... وہ نکر مند ہو گئے... انہیں فوراً ہسپتال روان کر دیا گیا... اسکر
کامراں مرزا نے ایسے میں کہا:

”میں یہاں سے نہیں ہل سکا... تم لوگ ہسپتال چلے جاؤ۔“
”وہ نہیں باکل... ہم بھی نہیں خبریں گے۔“ محمود بولا۔

”یہ مناسبت رہے گا سر۔“

انہوں نے فون بند کیا... خلیفہ فورس کو تعدادوں کے بارے

میں کہا

”انہیں خلیفہ محکامہ نمبر تین پر لے جاؤ... فارغ ہوتے ہی ہم دیں آئیں گے اور ہاں... ان سرخ بنوں کو کوئی باحتجاز لگائے... انہیں اس طرح یاد حاصل ہے کہ سرخ بنوں کو یہ تم میں سے کسی کے جسم سے چھوٹنے سکیں... اسپکٹر جیشید نے بنوں کو پھوٹھا۔“

”سیا!!“ وہ ایک ساتھ چلا گئے۔

”ہاں! یہی بات ہے... ان بنوں کا اہ پر والا حصہ توک دار ہے اور ان لوگوں پر زبردگاہ ادا ہے... خطرناک زبرد۔“

”اللہ اپنا رحم فرمائے... ہم اسپکٹر جیشید کے لیے غرمند ہو گئے ہیں۔“

”اللہ سے دعا کریں۔“

اب انہوں نے ملٹری ہسپتال کی طرف دوزنگاڈی... وہ اس وقت پہنچے... جب اسپکٹر جیشید کو آپ پہنچنے تھیں لے جایا جاچکا تھا... لیکن ابھی دروازہ بند نہیں ہوا تھا... وہ دوزنگر اندر داخل ہو گئے۔

”آپ... آپ کون ہیں... آپ باہر ہی تھیں سریں۔“

”اسپکٹر کا مران مرزا... مجھے اندر ہتا ہو گا۔“ وہ بخت بچے

میں بو لے۔

”بے وقف نہ ہو... اتنا شانے اگر یہ دیکھا کر انہیں پھر لے گیا ہے... تو وہ ہسپتال میں دوبارہ ان پر وار کر سکتا ہے۔“

”اتا شا... یہاں کہاں۔“

”وہ... وہ سیکن ہے۔“ انہوں نے سرسراتی آواز میں کہا۔

”اوہ اچھا... خیر... کیجئے میں گے ہم اسے۔“

”اگر تم محبوس کرو کہ اتنا ہسپتال بھی چکا ہے... تو پھر فوراً مجھے خبر کرنا... اس صورت میں میں یہاں جیسیں رک سکتا۔“ انہوں نے تجزیہ لے گئے میں کہا۔

”تی اچھا۔“ وہ ایک ساتھ بو لے۔

”اگر اس بات کا امکان ہے کہ انا شا وہاں پہنچے گا... تب ہم سے غلطی ہو ہو گلی ہے۔“ فرزانہ چالی۔

”اوہ ہاں... واقعی۔“ اسپکٹر کا مران مرزا نے گھبرا کر کہا... پھر موہبال پر اس ای بولنس میں موجود... خلیفہ فورس کے انچارج سے بات کی۔

”خبردار... رونگ بدلتیں۔“

”میں سمجھا تھیں سر۔“

”سوں ہسپتال میں ان کیلئے نظر ہے... ملٹری ہسپتال۔“

”اوہ... لیں سر۔“

”میں بھی وہیں بھی رہا ہوں... اب یہاں جیسیں رکا جا سکتا۔“

"فیں جتاب... آپ یعنی بہت خطرناک ہے۔" ایک ڈاکٹر نے کہا۔
 "ایسی لیے تو میں اندر رہوں گا۔" وہ سرداً واز میں بولے۔
 "آپ کو اس کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔"
 "آپ اپنا کام کریں... اور لیٹ نہ کریں... ان کی زندگی
 خطرے میں ہے۔"

"میں نے آپ سے کہا ہے... آپ باہر جائیں۔"
 انہیں حسر آگئی۔ فور آپنا اجازت نامہ نکال کر اسے دکھایا۔
 "یہ کیا ہے۔"
 "اجازت نامہ... ہم لوگ ایسی جگہوں پر موجود رہ سکتے
 ہیں... اور یہ ملک کے صدر کی طرف سے ہے... پڑھنے میں دیر
 ہو جائے گی... بعد میں پڑھتے رہیے گا۔"
 "ہرگز نہیں۔"

اب انہوں نے پستول نکال لیا... اور اسے ڈاکٹر کی طرف
 تان دیا... اس کی پیشانی کا نشان لیے لیا۔

"یہ... یہ کیا۔"
 "آپ آپ یعنی نہیں کریں گے... بلکہ میں آپ کا آپ یعنی
 کروں گا۔" انہوں نے سرداً واز میں کہا اور فائز کر دیا۔
 گولی ڈاکٹر کی پیشانی پر لگی... وہ بالکل سیدھا کھڑا رہا...

اس کے چہرے پر ایک پر سکون سکراہت آگئی۔
 "ایسی گولیاں انسان کا کچھ نہیں بجا رکھتیں اپنکے کام ران
 مرزا۔"
 "سی!!!" وہ چلائے... اب باقی لوگ بھی اندر آ چکے
 تھے۔
 "ڈاکٹر صاحب... آپ لوگ اپنا کام شروع کریں...
 میں انہیں روکے رہوں گا۔"
 "یہ تمہاری بھول ہے... اپنکے کام ران مرزا۔"
 "کیا مطلب۔"
 "یہ بھرے آدمی ہیں... پہلے ہی یہاں اس کا انتظام کیا
 جا پڑا ہے۔"
 "نن... نہیں۔" وہ مارنے خوف کے چلا گئے۔
 "اب اپنکے جوشید کو کوئی نہیں بچا سکتا۔"
 اپنکے کام ران مرزا نے بے چارگی کے عالم میں ان سب کی
 طرف دیکھا... پھر ان کے منڈ سے نکلا...
 "تم جیت گئے انسان... ہم ہمارے گئے... لیکن مجھے ایک دار
 کرنے کی اجازت اور دو۔"
 "ایک نہیں... دس۔" انسان بہسا... اس وقت وہ مکمل طور پر
 ڈاکٹر کے روپ میں تھا... چہرے پر بھی میک اپ تھا...

"میں یہ پستول تمہارے سر پر مارنا چاہتا ہوں۔"

"ٹشایڈ عقل سے ہاتھ دھو جیتھے ہیں، پستول کی گولی نے تمیرا بال بیکار کیا تھیں... یہ پستول میرا کیا رکھ لے گا..."

"میں اپنے وارکی حصہ پوری کرتا چاہتا ہوں۔"

"اچھی بات ہے... کریں پھر حصہ پوری۔"

ان کا ہاتھ بلند ہوا اور پھر پستول کسی پر نہ سے کی مانند اور انھا... آپ نیشن قیئر میں جلتے والے ہڑے بلب پر پڑا... اور اندر کھپ اندر میرا ہو گیا...
"ارے! یہ کیا۔"

"ترکیب تیرہ... سرکاری ناگ۔" اسکر کامران مرزا
چلا۔

ساتھ ہی وہ فرش پر گزر لے گئے... اس حالت میں وہ اسکر ہمیشہ تک پہنچے... انہیں کندھے پر الھایا اور دیوار سے لگ کر دروازے تک پہنچے... اوھر محمود، فاروق وغیرہ اور ہم شروع کر چکے تھے... جوئی وہ دروازے سے نکل، انا شاپلا اخنا:

"ارے وہ... اسے لے گئے۔" یہ کہہ کر وہ بے تحاشا دروازے کی طرف دوڑا... اور اچھل کر اوندھے من کرا... کیونکہ محمود نے اپنی ناگ کے کردی تھی... اور ایسا کرنے میں وہ اس کی آواز کی وجہ سے کامیاب ہوا تھا۔

اسکر کامران مرزا تیز کی طرح اپنی گاڑی تک پہنچے اور پھر ن کی گاڑی ہوا ہو چکی... ایسے میں انہیں خیال آیا۔
"ارے... یہ... یہ کیسے ہو گیا۔" وہ چلا کے۔

"جج... جی... کیا... کیسے ہو گیا۔"
انہوں نے شوکی کی آواز سنی۔

"گک... کیا مطلب؟" وہ چلا کے۔

"آ... آپ... کس بات کا پوچھ رہے ہیں... ویسے میں مطلب بتانے میں بہت کمزور واقع ہوا ہوں۔" شوکی نے کسی صورت بنا کر کہا۔

"حد ہو گئی... تم بھری گاڑی تک کیسے پہنچ گئے۔"

"جوئی آپ نے اندر میرا کیا... میں کمرے سے نکل گیا۔"

"لیکن کیوں... اس وقت تو وہاں زیادہ ضرورت تھی...
ہڑبوگ جو چاہتا تھی۔"

"ہڑبوگ چانے کے لیے... وہاں اور بہت ہیں... میرا آپ کے ساتھ سفر کرنا ضروری تھا... اس لیے کہ کوئی تو آپ کے ساتھ بھی ہونا چاہیے۔"

"اچھا خیر... صحیک کیا..."

"اب بتائیے... یہ آپ نے کیا کہا تھا... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔"

"اوہ ہاں... میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے کہ اس پر پہلے ہی جان لیتا ہے... کہ ہم کیا کرنے والے ہیں... یا کریں کے تو اس وقت وہ کیوں نہ جان سکا... کہ میں بلب توڑنے والا ہوں۔"
"یا انکل اسی طرح... جس طرح وہ یہ نہ جان سکا... کہ میں با تحریم میں جاتے ہے پہلے کیا کرنے والا ہوں۔"

"اوہ ہاں! ابھی ہم یہ سوال بھی حل فہیں کر سکے... کہ دوسرا سوال چیز ابھی ہے۔"

"پیدا ہونے والیں انکل... ہمارا کیا جاتا ہے۔" شوکی مسکرا یا۔

"لیکن ابھی ایک اور سلسلہ ہے۔"

"اور وہ کیا؟"

"وہ بہت جلد ہمارے تعاقب میں انکل کھڑا ہو گا... اور ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔"

"میں ایک ہسپتال کے بارے میں جانتا ہوں... ادا شا وہاں فہیں پہنچ سکے گا... اور میں اسی لیے آپ کے ساتھ آنا چاہتا تھا۔"

"کیا... کیا مطلب شوکی... ثم تو کمال کیے دے رہے ہو۔"

"بس انکل کیا کیا جائے... مجبوری ہے۔"

"جلدی بتاؤ... یہ کیسے ہو سکتا ہے... کہ وہ اس ہسپتال تک

نہ پہنچ سکے گا۔"

"میں اس ہسپتال کا نام اپنے ذہن میں فہیں لاؤں گا۔"

"یہ کیسے ممکن ہے۔" وہ چلا گئے۔

"یا ایسے ممکن ہے کہ ابھی تک اس ہسپتال کا نام رکھا ہی فہیں چکا۔"

"کیا!!" وہ چلا گئے... ساتھی فہیں پڑے... پھر بولے:

"ان گئے باز و کوڈ لیکھنا... زہر کا اثر کیاں تک نظر آ رہا ہے۔"

"باز و کند ہے تک نیلا ہو چکا ہے۔"

"انہوں نے کہا اور رفتار اور بڑھا

دی۔

"لیکن راستا... میں کس راستے پر چلوں۔"

"میں اشاروں میں بتا رہا ہوں۔"

شوکی نے کہا اور اشارے کرنے لگا... اس طرح وہ اس ہسپتال پہنچے... پہ ایک پر ایکوٹ ہسپتال تھا... اس کے انچارج صاحب کو انہوں نے فوری پر صورت حال بتائی... اپنے نام بتائے... وہ انہیں فوراً آپریشن تھیز لے گئے۔

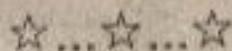
"ہم دو قوں اندر ساتھ رہیں گے۔"

"یہ کسی بھی طرح مناسب فہیں۔"

"مناسب ہے... آپ فکر نہ کریں... جلد از جلد دروازہ

بند کر لیں... کیونکہ دخن کسی وقت بھی یہاں آ سکتا ہے... ویسے میں خیر فورس کو بیلار بھاؤں... اب وہ یہاں پہرہ دے گی۔“
”اچھی بات ہے... یعنی سمجھی۔“

آپ یعنی تھیز کا دروازہ بند کر دیا گیا... آپ یعنی شروع ہوا۔
اور وہ ہاں پوچھ کھڑے رہے... جب تک خون نکالنے کا عمل شروع
نہیں ہو گیا... وہ پاک تک شجھک سے...
ایسے میں دروازے پر زور دار دستک ہوئی... وہ بری طرح
اچھے۔



جو شیئی اناشاگرا... محمود چلا اٹھاتا
”وہ مارا... ہم نے اناشا کو گردیا۔“
ایسے میں گرے ہوئے اناشا کی دونوں لائیں... اس کے
پیٹ پر لکھیں... وہ اچھلا... دیوار سے گمراہا اور فرش پر گرا...
”اڑے اڑے... دوڑو... وہ لکھا چار ہاے۔“
سب لوگ دوڑ پڑے... اور اناشا سے پہلے کمرے سے کل
کرہ آمدے میں آ گئے... یہاں روشنی تھی... ایسے میں انہوں نے
اناشا کو نکلنے دیکھا... اس کے پیچے گرتے پڑتے اس کے دونوں
ساتھی ڈاکٹر بھی باہر آ گئے... خان رحمن بھلی کی سی تیزی سے ان
دونوں پر ثوٹ پڑے اور آن کی آن میں ان دونوں کوڈھیر کر دیا...
روہ گی اناشا... وہ سب اسے گھیر کر کھڑتے ہیں تھے...
”کیا تم مجھے اس طرح روک لو گے۔“

”باکل... ایک بھی کام تو آتا ہے“ میں... اور چھر اس
وقت تو ہمارے والد صاحب کی زندگی اور صوت کا سوال ہے۔“

”زندگی اور موت کا نہیں... صرف موت کا سوال۔“ ان کے پھرے پر الجھن تیر گئی... وہ چلا اٹھا۔
”یہ... یہ کیسے ہو سکتا ہے۔“

”لگ... کیا کیسے ہو سکتا ہے... اب نہیں کیا معلوم...“

”زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ ہے...“ محمود نے منہ بنا لایا۔ آپ کس بارے میں کہہ رہے ہیں۔“

”ابھی جھوم ہو جائے گا... اسکریج ہمیشہ کی موت کس کے
باہم میں ہے۔“ کیون معلوم نہیں ہوا... اسکریج کا مرزا اجھیں کہاں
لے گئے ہیں... یا اس طرف لے گئے ہیں۔“ وہ دھاڑا۔

”کیا مطلب؟“ وہ سب لوگ چلا اٹھے۔

”اس کا مطلب ہے.. آپ کا پہلے سے جان لینے والا انعام
کروں گا... کیونکہ اب میں چاہتا ہوں...“ وہ مر جائیں۔“

”ان نہیں... نہیں... یہ نہیں ہو سکتا۔“

انہیں اس کا رنگ ادا نظر آیا... پھر اس نے باہر کی طرف کی
دوز لگادی... اپنے ساتھی ڈاکٹروں کو بھی ساتھ یعنی کی ضرورت ت
ھا... لیکن وہ اس سے بھی کہیں آگے جا کر گرا... اور دوز پڑا۔
محسوں کی... وہ اس کے پیچے دوز تھے... ضرور... لیکن وہ بہت آگے کھل
گیا تھا... پھر انہوں نے اسے ایک کاڑی میں بیٹھ کر لفتہ دیکھا...
فوراً اسی گاڑی ہوا ہو گئی۔

اس کے ساتھی دوز تے دوز تے رک گئے... ایسے میں وہ
دان ٹک دیتے گئے...“

”آپ تو کم از کم ہاتھ اوپر کر دیں۔“ محمود نے براسانہ

بنایا۔

”زندگی اور موت کا نہیں... صرف موت کا سوال۔“

پھا۔

”زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ ہے...“ محمود نے منہ بنا لایا۔ آپ کس بارے میں کہہ رہے ہیں۔“

”بھی کیون معلوم نہیں ہوا... اسکریج کا مرزا اجھیں کہاں
باہم میں ہے۔“ انا شا غرایا۔

”لگ... کیا مطلب؟“

”تم اپنا زور لگا لو... ہم اپنا کام کریں گے۔“

”اب تک میں نے تم لوگوں کا ٹالا کیا ہے... اب تک فراب ہو رہا ہے۔“

”کیونکہ اب میں چاہتا ہوں...“ وہ مر جائیں۔“

یہ کہہ کر اس نے ان کے دائرے سے لفتہ کے لیے پھلانگ

لگادی... وہ اس طرف دوڑے... جہاں اس کے گرنے کا امکان

تھا... لیکن وہ اس سے بھی کہیں آگے جا کر گرا... اور دوز پڑا۔

”ارے باپ رے... یہ آدمی ہے یا پھلا دا ہے۔“ غما

رجحان بوکھلا اٹھے۔

اب سب بے تحاشا اس کے پیچے دوڑے... ہسپتال کا نہل

اور مریض لوگ سب کے سب پر یہاں ہو گئے تھے کہ یہ ہسپتال میں گی

ہو رہا ہے... اور ڈاکٹر لوگ تو ادھر جا رہے تھے... جدھر انا شا جا

تھا... اسی حالت میں وہ باہر نکل آئے۔

ایسے میں انہوں نے انا شا کے جسم کو ایک جھٹکا لفتہ دیکھا۔

"ضرور کیوں نہیں... یہ لیں۔" انہوں نے طنزیہ انداز میں کہا اور ہاتھ بڑوں سے بلند کر دیے۔
اب، ہاں اکرام کو بلایا گیا۔ انہیں اس کے حوالے کرتے ہوئے محمود نے کہا:

"ان کی ذرا اچھی طرح ناطر کر دائیں... یہ ابا جان امoot کے تھات اتنا رنے کا تجہیہ کر پکھے تھے۔ اتفاق سے یہ ہیں اگر انا شا کے ساتھی... ان سے ہمیں انا شا کے بارے میں سب کچھ معلوم ہو سکے گا۔"

"تھی نہیں... وہ دونوں ایک ساتھ ہو لے۔"

"کیا تھی نہیں... فاروق بیل گیا۔"

"نہیں معلوم ہو سکے گا۔"

"کیوں... کیا ہاتھ ہے۔"

"انا شا کے غلام انا شا کے بارے میں ایک لفڑا بھی نہیں بتاتے کسی کو، وہ مر تو جاتے ہیں، منہ سے کوئی لفڑا نہیں جاتے۔"

"ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔" اکرام سردا آواز میں بولا۔

"بھی سے پہلے کیوں نہ معلوم ہو جائے آپ کو۔"

"ابھی سے پہلے.. کیا مطلب۔" آفتاب نے یوں کھلا کر کہا۔

"ابھی سے پہلے کا مطلب ہے... ابھی سے پہلے۔" ایک نے مسکرا کر کہا۔

"بچلو کر ادیں پھر معلوم۔" آصف نے طنزیہ انداز میں کہا۔
"یہ دیکھو... ہم دوڑ لگا رہے ہیں... مار دو ہمیں گولی...
انا شا کے غلام مر جائیں گے... اس کے بارے میں بتائیں گے کچھ نہیں۔"

پہ کہہ کر انہوں نے دوڑ لگا دی... اور اس قدر رجان توڑ کر بجا گئے کہ انہیں بھی دوڑ لگانا پڑی... اس لیے وہ اب انہیں گولی تو مار نہیں سکتے تھے... اس طرح ان سے کچھ بھی معلوم نہیں کر سکتے تھے۔ اب، ہاں تیز رفتاری کا ایک مقابلہ شروع ہو گیا... اکرام نے بھی اس دوڑ میں ان کا ساتھ دیا تھا... لیکن انا شا کے ساتھی ان سے بہت فاسطہ پر تھے اور درمیانی فاصلہ کسی طرح کم نہیں ہو رہا تھا...
"یوں بات نہیں بننے گی۔" فاروق نے دوڑتے دوڑتے کہا۔

"تو پھر جس طرح بھتی ہے... ہاں کیوں نہیں لیتے... روک کون رہا ہے۔" آفتاب نے جل بھمن کر کہا۔
"ہاں کیوں نہیں... ضرور لیکن یہ تم انگارے کس خوشی میں چوارے ہو۔"

"انگارے نہیں تو... موسم تو گرم ہے... انگارے تو سرد موسم میں ہزاد ہیں۔" آفتاب ہنسا۔
"حد ہو گئی... دوڑتے دوڑتے بھی با توں میں لگ گئے۔"

خان رحمان تملہ اٹھے۔

”ارے ہاں واقعی... ایک منٹ خبر دو۔“ فاروق بول اخفا۔

”ایک منٹ کے لیے اگر ہم خبر گئے... جب تو وہ ضرور پکڑے گئے ہم سے۔“

”اوہ... بات کا جواب دینے کے لیے کہہ رہا ہوں، ایک منٹ خبر دو...“ یہ کہہ کر اس نے جیب میں ہاتھوڑا لالا... ایک گول ٹی جیج ہاتھ لگی... اس نے اس پر ایک نظر ڈالی اور پھر اس کا چہرہ کھل اخفا۔ یہ پروفیسر صاحب کی دی ہوئی ایک کار آمد جیج تھی... اس نے آؤ دیکھا شہزاد... اس کو پوری قوت سے ان کی طرف کھینچ مارا... ارادہ بھی نہیں تھا کہ وہ ان سے ذرا آگے چاکر گرے گی... اور ہوا بھی سکی... وہ جیز گری اور ایک دھماکے سے پھٹی... وہ بری طرح اچھے اور ادھر ادھر گرے...“

”وہ مارا۔“ فاروق نے چلا کر کہا۔

”ابھی کہاں... وہ دیکھو... وہ انھر ہے ہیں... اور اسختے ہی بھاگ کرے ہوں گے لہذا تم نے کچھ نہیں مارا۔“ آتاب نے جلدی جلدی کہا۔

”ابھی میرے ترکش میں بہت تپر باقی ہیں...“ فاروق نے کہا۔

اس وقت تک وہ دوسری جیز نکال چکا تھا... دشمن ابھی اٹھے

”اب کیا ہوا...“ آصف نے جیران ہو کر پوچھا۔

”کام آنا ایک اور معافی تھی بھی ہوتا ہے نا... یعنی مارے جاتا۔“

”ارے نہیں... ایسی بھی ظلطی نہ کرتا... ابھی آپ کو مارے جانے کی کوئی ضرورت نہیں۔“ فاروق نے فوراً کہا۔

”ہے کوئی تک...“ محمود چاہا... پھر کارکن سے بولا:

”آپ لوگ اس حد تک دور چلے جائیں کہ روشنی آپ کو نظر نہ آئے... یا اسی سمت میں مڑ جائیں... کچھ بھی نہ ہو سکے تو اپنے گھر چلے جائیں... یہیں آپ سے کوئی شکایت نہیں۔“

”لیکن اسیں تو اپنے آپ سے شکایت ہے نا۔“

”کیا... کیا...“ نکسن نے جیران ہو کر کہا۔

”تو پہ ہے... تم لوگوں سے... میرا اندر آنا لیت کر دیا...“

اب اگر تمہارا کارکن یو لا تو میں اسے لہروں کا شکار بناؤں کا۔“

”جی... جی... کیا... کیا... لہروں کا شکار... یہ... یہ تو کسی ناول کا نام ہو سکتا ہے۔“

”تم چار ہے ہیں... خدا حافظ۔“ باہر سے کارکن کی دودھ ہوتی آواز سنائی دی۔

”اچھا تھیک ہے... جا کر خیریت کا مظکعتا۔“ فاروق نے کویا اطمینان کا سائنس لیا۔

کہا... سمجھا نہیں... کیا نہیں سمجھا۔"

دیکھ رہا تھا جائیں۔ وہ پھر مسکرا دیا۔

وہ زور پر... اودھ... شوکی... ہرگئی

”حد ہو گئی شوکی... اواہ...“ وہ زور سے اچھے... پھر ان کی آنکھیں مارے خوف کے پھیل گئیں... ان سے ایک بڑی فلمی ہوئے چارہ تھی... وہ ڈاکٹر حضرات کی طرف سے توجہ ہٹا کر دروازے کی طرف مڑنا چاہتے تھے... لیکن شوکی نے یہ ساری بات چیخت کرتے ہوئے اپنی نظریں ڈاکٹر حضرات کی طرف سے ایک لمحے کے لئے بھی نہیں ہٹانی چیس۔

کے لیے بھی خوبی ہٹائی گیں۔

... بس بس ... اتنا ہی کافی ہے :-

”سما... کتنا کافی ہے۔“

”شتر“! و مکرایا۔

اکثر بے چین ہو کر یو لا۔ اسکلڈ کا مردانہ جیب میں ہاتھہ ڈال کر پستول نکال لیا

اور سرداً و از میں بولے:

”کام رکنا نہیں چاہیے... اگر میرے ساری وظائف دوڑیں آپ لوگوں میں سے کسی ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا... اگر اس وقت تک فرضی کارروائی کی ہے تو صاف ساف بتا دیں.. کیونکہ اوھر

三

انہوں نے پوچھ کر ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔۔۔

"یہ... یہ کیا... آپ نہیں تمیز کے دروازے پر دستک دیتا جرم ہے... ایسا ہرم، ہسپتال کا کوئی آدمی جیسیں کر سکتا... نہ ہسپتال کا عمل کسی کو ایسا کرنے کی اجازت دے سکتا ہے... تب پھر دروازے پر کون سے۔" ایک ڈاکٹر نے یریشان ہو کر کہا۔

۱۰ کوئی بھی کیوں نہ ہو... آپ اپنا کام چاری رکھیں...

اسے تم دیکھیں گے۔
”اکل... اکل... کیسے دیکھیں گے... دروازہ تو
بند ہے۔“ شوکی گھبرا کر بولا۔

"اوہ شوکی... یاقوں کے انداز میں بات نہ کرو... از وقت ہم بہت جرت آنکھیں صورت حال سے دوچار ہیں۔"

"خدا کا شکر ہے... صرف دوچار ہیں... چار آنھوں میں۔"

"پھر وہی...، انہوں نے شوکی کو گھورا۔

۶۰ آپ سمجھئے ہیں۔ شوکی نے کہا۔

یہ دم توڑیں گے.. اوہر میں گولیاں چلا دوں گا.. اور یہ بھی بتا دوں...
انپکڑ جمیشید کے بعد انپکڑ کامران مرزا یاگل ہو جائے گا... اور یاگل
انپکڑ کامران مرزا بہت خطرناک ہو جائے گا... پھر وہ دنیا کے قبیل
میں نہیں آئے گا... اس کا سب سے پہلا بیکار آپ ہوں گے۔ ان کا
لبخسرد سے سرد تر ہوتا چلا گیا... آنکھیں شیطان گئے لیکن... شوکی ۱
اس وقت یوں حسوں کیا... بیسے وہاں آگ لگ گئی ہو... اوہر کا نز
کا اپ گئے...

”کام جاری ہے.. ایک لمحے کے لیے بھی نہیں رکا... آپ
دستک دینے والے سے کہہ دیں... جو وہ چاہتے ہیں... جائے گا۔“
”الخاطل اس نے دلی آواز میں کہے... ساتھ میں آنکھوں
سے اشارہ بھی کیا۔

”شوکی... یہ الفاظ ان کی آواز میں ذرا تم کہہ دو۔“

”جی... بھی اچھا۔“ اس نے آنکھ رکھ لیا۔

”کیوں... تجھرانے کی کیا بات ہے... کیا تم آواز نہیں
بدل سکو گے۔“

”جی... میں کوشش کرتا ہوں۔“ اس نے ڈاکٹر کی آواز میں
یہ الفاظ کے۔

انپکڑ کامران مرزا کی آنکھوں میں حیرت و وُرگی... کیونکہ
اس نے انتہائی حیرت انگیز حد تک عمل آواز ڈاکٹر کی منز سے نکالی تھی

”کمال ہے شوکی... میں نہیں سمجھتا تھا... تم اس قدر کاری
کر بھی ہو سکتے ہوئے۔“
”جت... تو اب سمجھ لیں افکل... مجھے کوئی اعتراض نہیں۔“
”چھایا رجاوے۔“ انہوں نے خس کر کھا۔
شوکی دروازے پر پہنچا۔
”سینے جناب... دروازہ نہیں بھل سکتا... آپ جو جانتے
ہیں... وہ ہو جائے گا، ٹکرنا کریں۔“
”اوہ اچھا...“ باہر سے کہا گیا... پھر خاموشی چھا گئی۔
”وہ لوگ مطمئن ہو گئے... آپ اپنا کام جاری رکھیں...
یاد رہے... اگر یہ ہوش میں نہ آئے... تو میں تم لوگوں کو نہیں پھوڑوں
گا۔“
”کیا یہ زیادتی نہیں ہو گی جناب۔“ ایک ڈاکٹر نے برا سما
من بنایا۔
”و سمجھئے... آپ بخشن کے دران کوئی بات نہیں ہو سکتی۔“
دوسری آنکھ بولا۔
”اوہ ہاں... واقعی... ہم بعد میں بابت کریں گے۔“
”ٹھیک ہے۔“
دونوں بدستور نظریں ہائے لکھرے رہے... انپکڑ کامران
مرزا بستور پتوں کا رخ ان کی طرف کیسے رہے... آخر تین سوچنے بعد

”وہ... انہوں نے ایک ایک بہرائیں دے دیا تھا...“

”مول بہرے۔“

”بہرے تو نظری بھی ہو سکتے ہیں... آپ اصل بات جیسیں

”ہے۔“

”اب ان کے رنگ اڑ گئے... یہ دیکھ کر ٹھوکی جیران ہوئے

”غیر نہ رہ سکا۔“

”کیا مطلب اکل۔“ ”وہ بول اخھا۔“

”بھی دیکھوں... ابھی ابھی ہماراں طرف آئے کا پوچھ رام

”نا تھا... ایسے میں کسی نے اس سے بات بھی کری... انہیں لائج بھی

”دے دیا... اور نقدر قسم کی بجا تے ایک ایک بہرائی انہیں تمہادیا...“

”چلو خیر... ان کی بات پر یقین کر لیتے ہیں... لیکن انہیں وہ بہرے تو

”دکھانا ہو گے... دکھائیے جناب بہرے۔“

”وہ... وہ ہم ایک الماری میں رکھ کر ادھر آئے تھے۔“

”غیر خیر... یہاں سے نکل کر دیکھ لیں گے۔“ اپنے کام مران

”مرزا کرائے۔“

”گویا... یہاں پہلے سے انسان کے آدمی کام کر رہے تھے..“

”اور یہ باقاعدہ اس کے ساتھی ہیں۔“

”یا! اس نے اپنا جال پورے ملک میں پھیلا رکھا ہے...“

”ہم انسان کے مقابلے میں دیر سے نکلے... افسوس۔“

ایک ڈاکٹر نے کہا:

”لبجھے... جناب... آپ اپنے ساتھی کی بھنس چیک کر لیں۔“

”اوہ اچھا۔“

”وہ یہ کہہ کر آگے بڑھے... بھنس چیک کی... دل کی دھڑکن

کی رفتار کو محسوس کیا، پھر انہوں نے کہا:

”میرے خیال میں یہ ٹھیک ہے۔“

”صرف ٹھیک نہیں... بالکل ٹھیک... قدرے سے بالکل

”باہر ہیں۔“

”یہ دستک دینے والے کا چکر کیا تھا؟“

”آپ لوگوں کے آئنے سے پہلے ایک صاحب آئے تھے..“

”اور انہیں پندرہ لاکھ روپے رشتہ کی پیش نش کی تھی... یعنی اگر

”ہم انہیں موت کی عنید سلاودیں تو پندرہ لاکھ ہمارے۔“ اس نے

”ڈری ڈری آواز میں کہا۔“

”اوہ... کیا یہ وہی صاحب تھے۔“

”بالکل۔“ اس نے کہا:

”تب تو وہاں موجود ہوں گے۔“

”ہم کیا کہ سکتے ہیں جناب۔“

”لیکن وہ آپ کو رقم کس طرح دیتے... اوہ یہ ختم ہوتے،“

”اوہ وہ چلے جاتے۔“ اپنے کام مران مرزا نے جیران ہو کر کہا۔

اس کرے کو تھیرے میں لے لیا... پھر دستک ہوئی اور تو حید احمد کی آواز اختری:

”سر... میں نے اپنا انتظام کر لیا ہے۔“

”اوکے... پانچ آدمیوں کے ساتھ اندر آ جائیں... ہم دروازہ کھولنے لگے ہیں... فوراً اندر آتا ہو گا۔“

”جی اچھا۔“

انہوں نے دروازہ کھولا، فوراً پانچ آدمی اندر داخل ہو گئے، یہ حید احمد اور ان کے ساتھی تھے۔

”ان لوگوں کو گرفتار کر لیں... اور فوراً حوالات پہنچا دیں۔“

لیکن۔“

”جی سر... لیکن کیا؟“

”ہمیں بچپنے دروازے سے لکھا ہو گا... آپ پہلے ایک گاڑی بچپنے دروازے پر بھجوادیں... میں شوکی اور انکھ جیشید اس گاڑی پر جائیں گے... آپ اس طرف سے ان لوگوں کو لے جائیں گے... انہیں نہ صرف گرفتار کیا جائے گا... بلکہ بے ہوش حالات میں لے جایا جائے گا... آپ اس وقت روانہ ہوں گے... جب ہمیں بیٹاں سے جاتے ہوئے دیکھ لیں گے۔“

”جی اچھا۔“

پھر ایسا ہی کیا گیا... وہ ایک جیپ میں بچپن طرف سے

اُسی وقت دروازے پر پھر دستک ہوئی۔

”خبردار من سے آوازنہ نکالنا... جاؤ شوکی... انہیں باخ مطمئن کر دو۔“

”جی اچھا... ایسا مطمئن کروں گا کہ کیا بھی مطمئن ہے۔“

”حد ہو گئی شوکی۔“ وہ جھلا گئے۔

شوکی اور زور سے مکار دیا... پھر وہ دروازے پر آیا۔

”کام تمام ہو گیا... میرا مطلب ہے... ہمارا کام مکمل ہو گیا... آپ بے ٹھہر ہو جائیں۔“

”بہت خوب ایسے ہوئی نیبات... کیا میں یہ خوش خبری سفر اتنا شاکو نہادوں۔“

”بالکل... جناب... کیوں نہیں... سنانے کے لیے اس سے بڑی خبراً آپ کے پاس اور کیا ہو گی بھلا۔“

”بالکل بالکل... اچھا ہٹکر یہ۔“

انہوں نے جاتے قدموں کی آوازی...“

”شوکی... اکرام کو فون کرو... وہ ہوں تو محمد حسین آزادی تو حید احمد کو بڑا لو...“

”جی اچھا۔“

جلدی ہی وہاں سادہ بس والے پہنچ گئے... انہوں نے

روانہ ہوئے... کافی دور تک آنے کے بعد جب انہیں تعاقب کے امکانات نظر نہ آئے تو انہوں نے سکون کا سانس لیا... اب انہوں نے دوسری طرف کی صورت حال جانتے کے لیے محمود کے نمبر ڈائل کے... لیکن کوئی جواب نہ ملا... وہ پریشان ہو گئے... پھر انہوں نے پروفیسر داؤد کے نمبر ڈائل کیے... ان کی آواز سنتے ہی ہوئے۔

”پروفیسر صاحب... آپ کہاں ہیں... جلد خیریہ محکات نمبر قین پر چکیں... وہاں سے کوئی جواب نہیں مل رہا ہے... اور خیریہ محکات نمبر قین سے جواب نہ ملنے کا مطلب تو آپ جانتے ہی ہیں... کیا ہو سکتا ہے۔“

”اوہ... نہ نہیں۔“ وہ چلا کے۔

”پروفیسر عقلان کا کیا ہنا۔“

”وہ میرے پاس ہیں... ان سے ہم پھر بات کر لیں گے۔“ دیے خون کے تالاب والے باعث میں ہماری ملاقات پروفیسر عقلان سے نہیں ادا شاہزادے ہوئی تھی... وہ ادا شاہزادہ... پروفیسر عقلان تو تمام وقت اس کی قید میں رہے ہیں... اس لیے جتنا وقت وہ ہمارے سامنے رہا... ادا شاہزادے روپ میں سامنے بالکل نہیں آسکا۔“

”اوہ اوہ... لیکن ہم اس بات پر بعد میں جھران ہوں گے... اس وقت مسلم ہے... خیریہ محکات نمبر قین کا... میں اور شوکی بھی وہاں پہنچ رہے ہیں۔“

”اور... اور انکی وجہ میں۔“

”وہ شاید ابھی اس قابل تھیں... پہلے انہیں حفظ مقام پر پہنچاوں گا... پھر اس طرف کا رخ کر دیں گا... شاید ادا شاہزادے دوسرا باتیں کرنے کا وقت آگیا ہے۔“

”جب پھر مجھے بھی پوری تیاری کے ساتھ روانہ ہوئے چاہیے۔“

”بالکل... اچھا خدا حافظ۔“

”خدا حافظ۔“ انہوں نے فوراً کہا۔

فون بند کر کے وہ شوکی سے بولے:

”باں! شوکی... اب تک گیا سوچا۔“

”خودا ان کا گھر ان کے لیے حفظ ترین ثابت ہو گا... آج یہ سنبھال لیں گی۔“

”متقابلہ عام مجرم میں نہیں... ادا شاہزادے ہے... جو پہلے جان لیتا ہے... دشمن کیا کرتے والا ہے۔“

”اس صورت میں بھی... یہ وہیں نہیں رہیں گے۔“

”اوکے شوکی... آج میں تمہاری ہی بات مان لیتا ہوں... پھر کسی وقت تم میری بات مان لینا۔“

”یہ کیا بات ہوئی... ہم لوگ تو آپ کی باتیں مانتے ہی رہتے ہیں۔“

روازہ فوراً بند کر لیں اور اٹھیناں کے بغیر کسی کے لئے دروازہ نہ
کھولیں۔“

”احبی بات ہے... فکر نہ کریں۔“

انہوں نے اپنے جچے دروازے پر بانج کر انہوں نے تجھنی کا ہٹن
دو دو نوں جیپ کی طرف آگئے... اوہ دروازہ بند ہوتے ہی مجن میں
ایک قہقہہ ستائی دیا... خوفناک قہقہہ...“

☆...☆...☆

”اوہ بہا! واقعی... شاید میں یہ بات سوچے سمجھے بغیر کہہ
گیا... آتی ایم سوری۔“

”اس کی ضرورت نہیں اکل...“ شوکی شرما گیا۔

انسپکٹر جمشید کے دروازے پر بانج کر انہوں نے تجھنی کا ہٹن
دبا یا... فوراً اندر سے یکم جمشید کی آواز سنائی دی:

”تی... کون صاحب۔“

”یہ میں ہوں بھا بھی... کامران مرزا اور میر سے ساتھ
شوکی بھی ہے۔“

”اوہ... ارے... آپ... مل... لیکن... انسپکٹر
صاحب...؟“

”ہم انہیں ساتھ لائے ہیں... فکر نہ کریں... وہ نجیک
ہیں۔“

”خدا کا شکر ہے...“

ان الفاظ کے ساتھ ہی دروازہ بھل گیا لیکن یکم جمشید انہیں
نظر نہ آئیں... یہ ان کی عادت تھی اور پردے کی وجہ سے بھی وہ ایسا
کر لیتی تھیں... اس لیے انہیں زیادہ حرمت نہ ہوئی... انہوں نے
انسپکٹر جمشید کو ان کے کمرے میں بہتر پر لانا یا اور باہر نکل آئے...
دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے انہوں نے کہا:

”چوکس رہیں بھا بھی... اناشا کا خطرہ سر پر منڈ لار باہے..“

دھنار

"مم... میں... میں۔" شوکی نے کچھ کہنا چاہا۔

"مم... میں کیا... یا رشوکی تم بات کھل کر کیا کرو۔"

"مم... مجھے شرم آتی ہے۔" وہ شرم دیا۔

"کس بات سے۔" ان کے لئے میں حیرت تھی۔

"کھل کر بات کرنے سے۔" اس نے فوراً کہا۔

"سدھو گئی... جلدی کہو۔"

"ہم نے انہیں اندر بھیج تو دیا... لیکن میں خوف محسوس کر رہوں۔"

"بھیج کیا ہے..." اسکے کامران مرزا نے قلمند ہو کر کہا۔

"کیا مطلب... بھیج کیا ہے۔"

"بان اب بھی ہے... یہ خوف میں بھی محسوس کر رہا ہوں۔"

لیکن میں اس کو اپنا دھم خیال کر پینا تھا... آؤ وہاپس چلیں... ہم انہیں تھا جیسیں چھوڑ سکتے... اپنے ساتھ لے چلتے ہیں۔"

"واہ، آپ نے تو میرے دل کی بات جھیلن لی۔" شوکی چکا

"تن... نہیں تو۔" اسکے کامران مرزا گھبرا گئے... شوکی پس پڑا... پھر نہ جانے کیوں اس کی بھی کا گلا گھٹ گیا... اسکے کامران مرزا بھی کافی بے جھن نظر آرہے تھے... انہوں نے کارہیت تیزی سے واپس موزی... ایکسٹر ہوتے ہوئے چا... پھر انہوں نے دروازے پر پھیک کر ہی بریک لگائے اور زور دار انداز میں دستک دے ڈالی... انہیں یوں لگا جیسے اندر سیک لخت خاموشی چھا گئی ہو... پھر قدموں کی آواز سنائی دی..."

"کون؟" انہیں نے بیکم جسید کی آواز سنائی دی۔

"اندر سب خبریت تو ہے تباہی... مجھے ایسا محسوس ہوا تھا جیسے اندر کوئی گز بڑھے۔"

"بھی نہیں... یہاں ہر طرح خبریت ہے۔"

"ٹکریا، اب اطمینان ہوا۔" انہوں نے کہا اور دروازے سے بٹے اور واپس چانے کی آوازیں پیدا کرتے پائیں باخ کی طرف آگئے... انہیں اس درخت کا پتا تھا جس کی شاخ پھٹت تک جاتھی تھی۔ لہذا سیدھے اس کے نیچے آتے اور اپر چڑھ کے... لیکن زینے کا دروازہ دوسری طرف سے بند تھا۔

"اب میں رک نہیں سکتا شوکی... خدا حافظ۔"

"خی... خدا حافظ۔"

اور انہوں نے سجن میں چھلانگ لگادی... اس اونچائی سے

چھلانگ لگانا شوکی کے بس کی بات تھیں تھی... لہذا وہ ویس کھڑا رہ گی۔
تاہم اس نے جنگ کی تیاری شروع کر دی...

اوہرا انپلکٹ کا مردانہ مرزا دھم سے گرے... ساتھ ہی کسی کے
گانے کے انداز میں کہنا شروع کیا۔

"آگئے... آگئے... آگئے..."

"لگ.. کون آگئے.. کیوں آگئے.. کہاں سے آگئے"

"استاد نے کہا تھا... وہ انپلکٹ جمیش کو بھاں لائیں گے...
انہوں نے چھوڑ کر باہر سے باہر چلیں جائیں گے... میکن پھر لوٹ کر آجیں
گے... انہیں گلزار کا احساس ہو جائے گا... لہذا استاد کی بات بالکل
درست لگی... وہ آگئے... آگئے..."

"اچھا ب تم اپنا گانا بند کرو... نہ میں بات کرو"

"اوے کے... اس وقت کی نظر یہ ہے کہ ان کا تازر بجا دو"

"یہ تازر بجانا کیا ہوتا ہے"

"یہ لوگ بہت محاورے بولتے ہیں تا... تم ان کے مقابلے
پر ایک یا لکل نیا محاورہ لائے ہیں... انہوں نے یہ کبھی نہیں بولا ہوگا"

شوکی نے انپلکٹ کا مردانہ مرزا کی طرف گھبرا کر دیکھا... واقعی
انہوں نے یہ محاورہ بھی نہیں بولا تھا... انہوں نے بھی سراخا کر اوپر
دیکھا... اچاک انہوں نے زینے کی طرف دوز لگا دی...

"ارے ارے... یہ تو بہت بزر دل نکلے... ہماری اتنی سی

پرس کری بھاگ لے... اگر کسی بھی چوری نہ میں نے بیان کر دی
وئی تو نہ جانے کیا ہوتا۔"

"ہاں واقعی... یہ امید نہیں تھی... خیر آؤ... انپلکٹ جمیش کا تو
نیا پانچا کرتے ہیں... یہ جب آجیں گے... دیکھا جائے گا۔"
"گلن نہیں۔"

"لگتا نہیں... کیا نہیں لگتا۔"

"یہ کہ یہ اپس آجیں گے۔"

"نہیں لگتا، نہ سمجھی... نہیں آتے نہ سمجھی... ہمارا کیا ہاتا ہے"

"ہاں! یہ تو ہے... خیر۔"

اوہرا انپلکٹ کا مردانہ مرزا بلکی تیزی سے اوپر پکنے اور دروازہ
کھول دیا۔

"آ جاؤ شوکی تم بھی آ جاؤ یجھے۔"

"آپ... آپ نے یہ کیوں کیا۔"

"میرا خیال ہے... نیچے تیاری ضرورت ہیں آئے گی۔"

"اوہ اچھا تھا... کوئی بات نہیں... جو شیں آئے گی تو پھیں

کروں گا۔" شوکی نے جلدی سے کہا۔

"یاراب تم محدود اور فاروق کی طرح باقیں تو نہ گھارو۔"

"جب پھر کیا میں آفتاب اور آصف کی طرح باقی
کروں۔" شوکی نے پوچھا۔

”نہیں بس... تم نے میں لپھر کر تیل دیکھو... جیل کی بین ایک کے کندھے سے خون بہ رہا تھا... حق اس کی نکلی تھی...“
دھار دیکھو۔“

”میں جرماں ہوں۔“ ان کے مذہب سے لگلا۔

”ہم نہیں پوچھیں گے کہ آپ کیوں جرماں ہیں...“

”لیکن میں بتاؤں گا... کہ اناشا کو تم لوگوں کی زندگیوں سے کوئی دلچسپی نہیں... جب اسے معلوم تھا کہ ہم اس طرح بیہاں آئیں گے... اور تم لوگوں سے کلامیں گے... تو اس نے یہ کیوں نہ سوچا کہ تم لوگ ہمارے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہو اور ہم تم لوگوں کو بہت آسانی سے ڈیپر کر دیں گے۔“

”تیس... ایسی کوئی بات نہیں... نہ گھوڑا وونہ میدان۔“

”کیا کہنا چاہتے ہو بھی۔“

”ہم آپ کے مقابلے میں نکرو رہا ہتھیں ہوں گے... اس لیے کہ۔“

”اس لیے کہ کیا؟“

”لوگی کے دادو چھ ہم نے سمجھے ہیں... بے قاعدہ نہیں۔“

”کیا تم کہنا چاہتے ہو... جوڑو، کراٹے، مارشل آرٹ

وغیرہ تم لوگوں کو بہت اچھی طرح آتے ہیں۔“

”یہی بات ہے... بلکہ کی اور بھی فن آتے ہیں... انہوں نے ہمیں ایسے ہی بیہاں نہیں سمجھ دیا... وہ اصل وہ خود آپ لوگوں کے

”بیہاں سے تو نظر نہیں آئے گی۔“

”کیا نہیں نظر آئے گی۔“ وہ جھلا اٹھے۔

”جی... تیل کی دھار۔“

”حد ہو گی۔“ وہ تھلا اٹھے اور پھر سجن میں آگئے۔

”کہاں ہو بھی... میں آ گیا ہوں۔“

ساتھ ہی انہوں نے ٹھوس کیا... اس کمرے کا دروازہ اندرون سے بند کر لیا گیا تھا جس میں اسپلک جمشید کے ہونے کا امکان تھا... انہوں نے آؤ دیکھا تھا... وہ اس دروازے پر ٹکر دے ماری... دروازہ اکھڑا گیا۔ وہ اندر جا کر گرے... انہوں نے دیکھا... چار بختر بلند ہو چکے ہیں اور اسپلک جمشید کے بینے کی طرف گرنے لگے... دھار سے۔

”خبردار۔“ پھر وہ بھلی کی طرح کوئی نہیں... اور ان سے جا ٹکرائے... وہ آپس میں ٹکرائے اور گذہ ہو گئے... ان میں سے ایک کی دلدوڑ جمع سنائی دی... شاید خبر اس کے لگ گیا تھا...“

وہ اچھے اور اقوس اور مکون کی بارش ان پر کر دی... اتنے میں انہوں نے بھی سنبھلنے کی کوشش شروع کر دی اور انہوں کو ادھر اور کھڑے ہو گئے... وہ کل چار تھے... چاروں کے با吞وں میں خبر تھے

باتی ساتھیوں کے ساتھ اجھے ہوئے ہیں۔"

"ہاں!

اس کا میں اندازہ ہے۔"

انہوں نے فکر منداں
انداز میں کہا۔

"اور آپ بہاں اجھے گئے... اسکلہ جمیڈیے ہی لپے لیے
ہوئے ہیں... گویا تم لوگوں کی کمرہم نے تو ذکر رکھ دی اور تم اب بس
چند لوگوں کے مہماں ہو۔"

"بھی یا توں کا کیا فائدہ... دو دو با تھوڑے کرو۔"

"ضرور کیوں نہیں۔"

ان الفاظ کے ساتھی ان چاروں نے ایک ساتھ ان پر
چھلانگیں لگائیں... وہ بھی اس طرح کچھروں والے ہاتھ بندھتے...
وہ تیر کی طرح ان کے درمیان سے لکل گئے... نکل تو گئے... لیکن
انہیں حیرت، بہت ہوتی... گوند وہ ایسا آسانی سے نہیں کر سکتے تھے.
اس وقت انہیں اندازہ ہوا... ان کا دعویٰ خالط نہیں تھا... لہذا وہ پوری
طرح چوکس ہو گئے۔ اتنے میں وہ پھر پرتوں پچھے تھے...

"ایک وقت میں چاروں نہیں۔" ان میں سے ایک غرایا۔

"ٹھیک ہے۔"

میں اس لمحے ان میں سے ایک کے سر پر کوئی وزنی چیز آ کر
لگی... وہ بڑی طرح چکرایا اور گر گیا۔

"یہ... یہ کیا ہوا؟" دوسرا چینا۔

"ان کا ایک ساتھ زینے میں ہے۔"

"میں اسے دیکھتا ہوں... تم دو بھی ان کے لیے کافی ہو۔"

"بہت کافی... بے فکر ہو کر جاؤ... اور اب اسے کوئی موقع نہ
دینا۔"

اس نے زینے کی طرف دوڑ لگادی... اسکلہ کامران مرزا
بھی بے تھا شاہزادہ پرے اور اس سے ٹکرائے... وہ اچھل کر گرا... یہ
دیکھ کر تیرے نے زینے کی طرف دوڑ لگادی... اس تک وہ نہ پہنچ
سکے... دیج ہو چکی تھی۔

"پھر شوکی۔" وہ چلا کے۔

"ارے ارے... بچے۔" شوکی کی آواز چھٹت پر سے آئی۔
باقی دونوں دشمن ان پر چھالنگ لگا پچھے تھے... جب کہ اس
لئے وہ شوکی کی طرف دیکھنے کے لیے من زینے کی طرف کر پچھے تھے...
اس لیے شوکی چالایا تھا۔ وہ فوراً فرش پر گر کر لاٹھک گئے۔

"ٹھک ٹھک... " دونوں فخر فرش پر لگے...

اوھنی سر ایک اوپر ہنچا۔

"ارے! یہ کیا۔"

"کیا ہوا۔" بیچے والوں میں سے ایک بولا۔

"اس نے دروازہ چھٹت کی طرف سے بند کر لیا ہے۔"

"حد ہو گئی... خیر تم بھی زینے کو بند کر کے پیچے آ جاؤ۔"

اس کی یہ بات من کردا پر شوکی مسکرا دیا... پھر جو نمی وہ زینت
اڑ کر سجن میں آیا... اس کے سر پر بھی ایک دنی چیز گری... اس کے
من سے بھی یقین نکل گئی... وہ دھم سے گرا۔
”بہت خوب شوکی۔“

اب ان کے مقابلے پر دورہ گئے تھے... لیکن اسپکٹر کامران
مرزا سے زیادہ انہیں شوکی طرف سے پریشانی تھی... ادھر انہوں نے
اسپکٹر کامران مرزا پر ٹبل کیا... ادھر وہ حرکت میں آئے اور ایک ہی
وقت میں دونوں سے گمراۓ۔ وہ دونوں بھی ایک دوسرے سے
گمراۓ اور ایک کا تجربہ دوسرے کے اور دوسرے کا پہلے کے پیٹ میں
چالاک... دونوں گر کر تراپے لگے۔

”آ جاؤ شوکی...“

”چیزے۔“ شوکی چیخا۔

آواز کے ساتھ میں وہ گر کر تراپے لگے اور بھی چیز انہیں
پھاگئی... درنے خیبر انہی کر میں لگ چکا تھا... سب سے پہلے جو گرا تھا،
وہ انھنے کے قابل ہو گیا تھا... اب اسپکٹر کامران مرزا نے پوری قوت
سے لات گھنادی... وہ اس کے سر پر پڑی... اس بار جو وہ گرا تو پھر
اس میں حرکت کے آثار نظر نہ آئے... اب دوسرے کی طرف متوجہ
ہوئے کہ کہیں وہ بھی انھنے کے قابل نہ ہو گیا ہو... اس میں حرکت کے
آثار نظر آئے... لہذا ایک خوکر اس کے سر پر انہوں نے رسید کر دی...“

وہ بھی ساکت ہو گیا... دو پہلے ہی خیبر کھا چکے تھے۔ ان کے تو انھنے کا
امکان ہی ختم ہو چکا تھا... اب شوکی بھی بیچ آگئی... وہ فوراً کمرے
میں داخل ہوئے... اسپکٹر جمیش بے ہوش تھے... اور فرش پر بیکم جمیش
رسیوں سے بندھی پڑی تھیں... انہوں نے فوراً انہیں کھول دیا...“

من میں خونا ہوا کپڑا انکال دیا...“

”خدا کا شکر ہے... آپ لوگ آئے تو... میں آپ کے
لیے چائے بناتی ہوں۔“ یہ کہہ کر وہ فوراً باور پیٹی خانے کی طرف
چکیں۔

”ارے ارے..... آپ ایسے میں ہمارے لیے چائے
بنا سکیں گی... ہرگز نہیں... میلو شوکی... فون کرو... اکرام و نبیرہ کو...“
فوراً یہاں آ جائیں اور ڈاکٹر غاصل کو بھی...“

”اور ہمیں بھکار نہ بہتر نہیں۔“ شوکی نے کہتا چاہا۔

”اوہ بہاں... ارے باپ رے... وہاں... وہاں تو اتنا شا
خود بیچنا ہوا ہے... اور وہاں ان کے ساتھ ہر دو فیسر صاحب تھک تھیں
ہیں... میں پر و فیسر صاحب کو فون کر رہا ہوں... تم انہیں کرو۔“
اس طرح فون کرتے ہی وہ وہاں سے نکل گئے... بیکم جمیش
نے ان کے جاتے ہی دروازہ بند کر دیا... ایک مت بعد ہی کسی نے
خونک ک اندراز میں دستک دی۔

☆...☆...☆...

غلط راستا

عبدالرشید فاروقی

انہوں نے پلت کر چڑا ہے کی طرف دیکھا اور بھرا آتے آہتے چلتے
ہوئے دوبارہ واس کے پاس آ کئے اور عرب داؤ از میں بولے:
”پاں تو وہ سیاہ نوپی والا آدمی کیاں پھٹا ہوا ہے؟“
بھے وہاں تکہرا کر اور بھر اور جرد کھینچنے لگا...
”تو جوان! میرا قابلیت ہے لیس سے ہے۔ آپ کو کسی سے ذر نے کی
ضرورت نہیں۔“

”سابق امیں کہہ چکا ہوں، میں نے کسی سیاہ نوپی والے کو بیہاں
نہیں دیکھا ہے۔“

”میں مانتا ہوں کہ آپ اچھی اداکاری کر رہے ہیں لیکن شاید آپ
جیسے جانتے کہ اس وقت آپ کس سے بات کر رہے ہیں... میرا ۱۳۴۳ انسلکٹر خان
بھے... اور انسلکٹر خان سے کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی... میں دعویٰ کرتا ہوں کہ
آپ نے اس سیاہ نوپی والے کو دیکھا ہے۔ کیا میں خاطر کہہ رہا ہوں۔“

آپ نے اسی مطلب کو فرمادی خاطر کہہ رہے ہیں، میں نے لکھی کو بیہاں نہیں
دیکھا۔ ”چہرہ دیکھا ہے۔“

”مجھک ہے... لیکن جب میں بیہاں سے آگئے جانے لگا تو آپ
مکرائے کیوں تھے؟“ انسلکٹر خان نے پوچھا۔
”اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ میں نے اس سیاہ نوپی والے کو چھپایا
ہے۔“ ”چہرہ دیکھا ہے نے مجھنے خیلا کر کہا۔“

اُس کی بات سن کر اپنکر خان عالموش ہو گئے... دوسرے بار اس کی طرف دیکھ رہے تھے... چودا بہن کی آنکھوں میں اب الحسن کے آنار جمیاں نظر آئے گے تھے... وہ سامنے بحیرت میں موجود ہیں، بھیڑوں کو دیکھ رہا تھا۔ اپنکر خان اس کے دامیں طرف موجود تھے۔ اچانک وہ سکراتے اور درجہ مرے سے بوئے:

"اے سایاہ نوچی والا ایک مجرم ہے۔ ایک بس لوٹ کر بھاگا ہے۔ اگر اسے پکڑا دے میں آپ بھری مدد کریں تو میں حکومت سے آپ کو انعام دلوانے کی کوشش کروں گا۔" اپنکر خان کی بات ہی کریں ہے اسے نے پلت کر اس کی طرف دیکھا... اس کے پیچے کے تاثرات تحریری دیر کے لیے تبدیل ہوئے تھے پھر پھر اور اور نارمل ہو گیا۔

"اپنکر صاحب امیں بیکھرنا ہوں... میں نے اسی سایاہ نوچی والے کو بیان نہیں دیکھا... اگر وہ کھا ہوتا تو منہ وہ اس کے سحق آپ کو گاؤ کا وہ کردتا... میں پڑھا لکھا ہوں... بجا تھا ہوں کہ پڑھیں کی مدد کرنا بھر افریض ہے... لیکن میں کیا کر سکتا ہوں... میں نے اسے بھی دیکھا۔" چودا بہن نے کہا۔

"بھرا خیال ہے... آپ کو بھیوں کی تحریرت نہیں ہے۔" اپنکر خان نے آہستہ سے کہا۔

چودا بہن نے چونکہ کر اس کی طرف دیکھا۔

"اپنکر صاحب! ایک بیٹھے بعد بھری بہن کی شادی ہے... مجھے بھیوں کی کیسے تحریرت نہیں ہو سکتی!"

"آپ کے والد صاحب کہاں ہیں؟" انہوں نے اچانک پوچھا۔

"کیا مطلب؟!" چودا بہن اچھا، مجھے اسے کسی پچھوئے ذمک مار دینا ہو... اس کی آنکھوں میں زمانے بھر کی حرمت اور خوف در آیا۔

"میں نے پوچھا ہے... آپ کے والد صاحب کہاں ہیں؟" اپنکر

خان سکراتے۔

"وو... وو... وہ ایک کام سے شیر گئے ہیں... بہن کی شادی ہے تا۔
کچھ سماں وغیرہ خرچے نے گئے ہیں۔"

"ان کا نام کیا ہے؟"

"نام... بہاں... ان کا نام اسلام بن عبیدی ہے۔" چودا بہن پوچھ رہت
پوری طرح عاوی تھی۔

"کیا میں آپ کے پاس بیٹھ سکتا ہوں۔"

"اچک... کیوں... آپ بھرے پاس کھوں ہیں؟" چودا
بھیل کر ایک قدم پیچے بٹ گیا۔

"اس لیے کہ میں آپ کے والد صاحب سے مٹا پا چتا ہوں۔"

"جیں... وہ آپ کا ساہنہ تو فیصلہ... چودا بہن نے کہا۔

"اے بھرپکاروں کا۔" اپنکر خان نے کہا۔

"یہ وہ بھاگ نہیں جائے گا۔" چودا بہن نے جلدی متکہ۔

"تھی نہیں... وہ کہیں نہیں جائے گا۔" وہ مٹکا۔

تو جو ان چودا بہن نے ہر یہ کوئی بات نہ کی... اپنکر خان اس کے

قریب پیش کئے اور بحیرت میں جاتی اس کی بھیڑوں کو دیکھنے لگے۔

"اچھا یہ تو بتائیں، وہ آئیں کے اس وقت۔" اپنکر خان نے اپنکر کردن تھما کر چوڑا بہن کی طرف دیکھا... اسے ایک طرف تھوڑا دیکھ دہ

مٹکا۔ انہوں نے اس کا کندھا پکڑ کر چلا۔

"میں نے پوچھا ہے... آپ کے والد صاحب کب آئیں گے۔"

"تھی وہ... معلوم نہیں... کہہ کر کچھ تھج کر انہیں زیادہ دیر بھی

ہو سکتی ہے... لیکن ان کا انتخاراتہ کیا جائے۔" چودا بہن نے چونکہ کر کہا۔ اس کی

گھبراہٹ میں اضافہ ہو گیا۔

"تو جوان! جھوٹ بولنا بہت آسان ہے لیکن ان لوگوں کے لیے جن کا کام ہی نہیں ہوتا ہے... آپ پچھے لوگ جھوٹ نہیں بول سکتے... آپ نے اپنے والد صاحب کو بچانے کی بہت کوشش کی تھیں افسوس، آپ اس میں کامیاب نہیں ہو سکے۔" اسکے خان نے انھیں کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ ان کے لوگوں پر سکراہٹ تھی۔

"لگک... کیا... کیا مطلب!!" یہ دعاہت سے اچھل پڑا۔

"میرا مطلب ہے... آپ اس سیاہ نوبی والے کو بچانی سکتے۔ میں نے جان لیا ہے کہ وہ کہاں پہنچا ہوا ہے۔"

"جیں... یہ نہیں ہو سکتا... یہ نہیں ہونا چاہیے... اف میری..."

چوہابے کے چہرے کارنگ فن ہو گیا۔

اسکے خان نے کرون گھما کر اپنے عقب میں موجود نیلے کی طرف دیکھا اور نارمل آواز میں بڑائے۔

"رجیم داؤ! آپا وہ۔"

فوراً نیلے کی اوٹ سے لگل گرد و پاہی اس کے پاس آگئے۔ چوہابا انھیں دیکھ کر بہت زور سے اچھلا... اس کے حصے سے لگا۔

"کیا مطلب؟"

"مطلب صرف یہ ہے تو جوان چوہابے، میں نے اس سیاہ نوبی والے کو ملاش کر لیا ہے۔"

"کہاں ہے وہ؟" چوہابے نے دوستی آواز میں کہا۔

"آپ کی بیماریوں کے پیچے... میرا مطلب ہے کہ ان کے پیچے ایک گڑھے میں۔" اسکے خان نے مکرا کر کہا۔

"اوہ... چوہابے کے منے سے می ساخت کلک جی اور پھر وہ نہیں ہے

بیٹھتا جلا گیا۔

"تو جوان! اپنے والد صاحب سے کہو کہ وہ رضا کاران خور پر خود کو میرے دوائے کر دیں... اگر انہوں نے کوئی ہوشیاری دکھانے کی کوشش کی تو آپ کو یا انہیں کوئی اقصان بھی جمع کر کے جب کہ آپ لوگ اس پوزیشن میں نہیں ہیں... اس لیے کہ آپ کی بہن کی شادی میں ایک ہفتہ رہ گیا ہے۔" اسکے خان نے کہا۔

"ایا جان آ جائیں... اب چینے کا کوئی قائد و نجیں... شاید اللہ کو

میں منکور ہے۔" اپنے بچہ پر داہے نے چلا کر کہا۔ اسکے خان نے دیکھا... اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ چند لمحے ناممٹی میں گزر گئے... سیاہ نوبی والے گڑھ سے باہر تکلا... وہ کچھ کرچھ داہے نے پھر کہا۔

"ایا جان اب اپنے آ جائیں... اسکے بارے میں سب معلوم ہو گیا ہے۔"

اور پھر گڑھ میں سے ایک آدمی ہم آمد ہوا... اس کے ہاتھ میں بڑا سپاپتوں تھا۔ وہ چلتا ہوا ان کے پاس آ گیا۔

"اہمیں... یہ پتوں نئے ہے دیں... یہ آپ کے ہاتھ میں اچھا نہیں لگتا... یون ہمیں آپ اسے جلانا نہیں جانتے اور نہ شاید یہ آپ کا اپنا ہے۔"

ورث اب تک دوچار فائز ضرور کر پکھ ہوتے۔ اسکے خان نے کہا اور پھر تو اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

سیاہ نوبی والے کی آنکھوں میں آنسو تھے... سر بچکا ہوا تھا... وہ کہا۔

رہا تھا

"اسکے صاحب امیں یہ سب کرنا نہیں چاہتا تھا... لیکن۔"

دھرم و فتنی

اس کالم میں آپ بھی شرکت کر سکتے
ہیں۔ کسی مزے دار اطبیت کے ساتھ

ایک دوست: کیسیں اپنے گاؤں میں کھدائی کے دوران میں فون کے تار ملے چکے۔ اس کا مطلب ہے، ایک ہزار سال پہلے بھی ہمارے گاؤں میں میں فون کا نظام موجود تھا۔

دوسری دوست: تم صرف میں فون کی بات کرتے ہو، ہمارے گاؤں میں تو ایک ہزار سال پہلے وائریس کا نظام بھی موجود تھا۔
پہلا دوست: وائریس کا نظام..... وہ کیسے؟
دوسری دوست: ہاں! اس لیے کہ میں کھدائی کے دوران کوئی تاریخ نہ ملا۔
(سادہ علم۔ ماتحتی)

ایک دوست: یار یہ عرب لوگ بہت ابھتے ہیں۔

دوسری دوست: وہ کیسے؟

پہلا دوست: ایک عرب سے میری تحریر ہو گئی... میں لگا اے، ابھلا کئئے... جواب میں اس نے قرآن پر منا شروع کر دیا (آخر عجیس خان مجھے کی طیار) میں، اوہا باباجان! آپ نے یہ کوٹ کس بیچر سے دھویا تھا، دو راتی سو کھل کیا۔
ابا بابا: بیٹھے اپڑوں سے دھویا تھا۔

مٹا: واه! اب تو میں بھی پڑوں سے نہیا کروں گا۔ (محمد اشرف۔ ساتھی وال)

محشریت (لڑم سے): تم مسجد سے پرانے جوتے کوں چاہتے ہو؟
لڑم (گھبرا کر): غلطی ہو گئی حضور، آجندہ نئے جوتے چاہیا کروں گا۔
(فائز و قادر دوق۔ بھک)

”لیکن حالات انسان کو مجھوں کر دیتے ہیں۔“ اپنکر خان نے کہا۔

”انسلکر صاحب! میری بکن۔“ چہا ہے نے رنگی ہوئی آواز میں کہا۔

”آپ غلتر کریں...“ اپنکر خان نے کہا پھر وہ سیاہ نوئی دالے کی طرف متوجہ ہوئے:

”بے شک آپ مجھوں تھے لیکن آپ نے راست ملدا چلتا... اس کی سزا تو آپ کو ملے گی لیکن میں وحدہ کرتا ہوں کہ آپ کی بھی کی شادی ضرور ہو گئی اور اجھے طریقے سے ہو گی... ان شاء اللہ۔“

انسلکر خان نے کہا اور رحیم داد کو اشارہ کیا... رحیم داد نے آگے گئے وہ کر سیاہ نوئی دالے کو گرفتار کر لیا۔ پھر وہ اسے لے کر شہر کی طرف رواندہ گئے۔ راستے میں انسلکر خان اپنے ماتحت رحمیم داد سے کہہ رہے تھے:

”رحم داد! انسان پر مشکل وقت آتا ہے لیکن ہمیں خالہ راستے نہیں اپنا ناپائیں... مشکل وقت آدمی پر اس کے خالق کی طرف سے اعتمان ہوتا

ہے... ابھتے اور پیسے مسلمان ایمان میں کامیابی حاصل کرتے ہیں... ارسلان حمیدی پر بھی مشکل وقت آیا... لیکن انہوں نے ایک ملدا راستے کا انتساب کیا... بہت سے لوگوں کو تکلیف دے کر اپنا مشکل حل کر رہا چاہا... لیکن پچھکے یہ نادی تحریر تھیں ہیں، اس لیے اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو گئے۔“ رحیم داد اور راحیں کا ساتھی ان کی تائید میں سر برلانے لگے۔

نوٹ: اس کہانی کا کوئی دوسرا عنوان بھی ہو سکتا ہے۔ ذرا جلدی سے کوئی تحریر عنوان لکھ دیجئے۔ سب سے اچھے عنوان پر ایک دوست کو احتمام دیا جائے گا اور راحیں خالے میں شامل باقی لوگوں کے نام شائع کرے جائیں گے۔

﴿الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰالَمِينَ﴾ کے اقوال میں آپ سے اپنی دنگی بدل سکتے ہیں
آپ بھی اس کا علم میں صلے سکتے ہیں

جوواہر پارے

- ☆ تجہب ہے اس پر جو صفات کو حق چاہتا ہے اور پھر فلتاتا ہے۔
- ☆ تجہب ہے اس پر جو دنیا کو فائی چاہتا ہے اور پھر اس کی رغبت کرتا ہے۔
- ☆ تجہب ہے اس پر جو تقدیر کو پہچاتا ہے اور پھر جانے والی چیز کا علم کرتا ہے۔
- ☆ تجہب ہے اس پر جو حساب کو حق چاہتا ہے اور پھر ماں بنیع کرتا ہے۔
- ☆ تجہب ہے اس پر جو دنیا کو حق چاہتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔
- ☆ تجہب ہے اس پر جو اللہ تعالیٰ کو حق چاہتا ہے اور پھر طیروں کا ذکر کرتا ہے اور ان پر بھروسہ کرتا ہے۔

☆ تجہب ہے اس پر جو جنت پر ایناں رکھتا ہے اور وہ خدا کے ساتھ آرام پکڑتا ہے
☆ تجہب ہے اس پر جو شیطان کو دشمن چاہتا ہے اور پھر اس کی اطاعت کرتا ہے
☆ صالح ہے وہ عالم جس سے علم کی بات نہ پوچھیں، وہ تھیار جس کو استعمال نہ کیا، وہ نماز جو سجدہ میں نہ پڑھی جائے، وہ اچھی رائے جس کو قبول نہ کیا جائے،
وہ مخفی جس کی تعاونت نہ کی پہائے، وہ زائد جو خواہش دیا دل میں رکھے، وہ
لبی ہر جس میں وشنہ لیا جائے۔

- بعض اوقات جرم حاف کرنا بھرہ کو زیادہ تھرنا کے نادوختا ہے۔
- ☆ اے انسان اللہ نے تجھے اپنے لیے بیدا کیا اور تو وہ سردان کا ہوتا چاہتا ہے۔
- ☆ عافیت کے لئے لوگوں سے الگ رہتے ہیں اور ایک حصہ میں ہیں۔
- ☆ جو شخص مصیبت کے وقت اول اپنی تدبیروں اور پھر خلق خدا کی امداد سے عاجز ہو کر خدا تعالیٰ کی جانب رجوع کرتا ہے، خدا تعالیٰ بھی اس کی جانب سے منظہ بھروسہ رکھتا ہے۔

(اقوال حضرت مولانا غفرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ)